قرآن اور جہاد

مؤلف

یٰسٓ اختر مصباحی

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

مؤلف

یٰسٓ اختر مصباحی

بانی وصدر **دارالقلم**، ذاکر نگر، نئی دہلی ۲۵

بانی رکن **المجمع الاسلامی**، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-2439799

نام کتاب: قرآن اور جہاد
مصنف: یاسین اختر مصباحی
صفحات: 64
سن اشاعت: ربیع الآخر 1427ھ ۔ مئی 2006ء
مفت سلسلۂ اشاعت نمبر: 145

پیش لفظ

غیر مسلم اقوام اور بعض وہ جو صرف نام کے مسلمان ہیں انہیں جہاد کا پاکیزہ مفہوم سمجھانا بہت مشکل ہے وہ اس لئے کہ آج کی دنیا جنگ کے صرف ایک مقصد سے آشنا ہے اور وہ ہے ملک گیری اور جہانبانی، جبکہ اس اسلام کے جہاد میں ملک گیری اور جہانبانی کا تصور تک نہیں اسلام کا مجاہد کسی بادشاہ کے مادی اور شخصی اقتدار کے لئے نہیں لڑتا۔ بلکہ وہ خدا کی زمین پر خدا کے دین کی سربلندی اور آخرت کی فیروزمندی کے لئے لڑتا ہے جہاں تک زمین پر انسان کے خون بہنے اور بہانے کا تعلق ہے تو یہ چیز اتنی ہی پُرانی ہے جتنا خود انسان پُرانا ہے۔ پھر دنیا میں وہ کونسا ملک ہے وہ کونسی قوم ہے جہاں لڑائیاں نہیں لڑی گئیں۔ جہاں دو فوجوں کا باہمی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ اور جہاں میدانِ جنگ کی سرزمین دو گروہوں کے خون سے سرخ نہیں ہوئی فرق جو کچھ ہے وہ صرف مقصد اور طریقۂ جنگ کا ہے۔ کہیں عورت کے لئے جنگ لڑی گئی۔ کہیں دولت کے لئے، کہیں قومیت، وطنیت اور قبائیلت کی عصبیت کا جذبہ دو گروہوں کو میدانِ جنگ تک لے گیا۔ لیکن دنیا کی تاریخ میں صرف اسلام میں وہ پاکیزہ اور عادلانہ نظامِ زندگی ہے جس کے مجاہد نہ عورت کے لئے لڑے نہ دولت کے لئے، نہ قومیت و وطنیت اور رنگ و نسل کی عصبیت انہیں میدان جنگ کی طرف لے گئی بلکہ ان کی لڑائی خدا کی زمین پر صرف خدا کے دین کی حاکمیت کے لئے تھی۔ انسانوں پر انسانوں کی بالادستی کے خاتمے کے لئے تھی۔ مظلوم انسانوں کو ضمیر کی آزادی دلانے اور انہیں تخلیق کے اعلیٰ مقاصد سے ہمکنار کرنے کے لئے تھی۔

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) نے قرآن کی روشنی میں جہاد کے پاکیزہ مقصد اس کی روح اور اس کے فضائل و مکارم کی آگاہی عوام المسلمین تک پہنچانے کے لئے حضرت علامہ یاسین اختر مصباحی کی "قرآن اور جہاد" کے نام سے اس تحریر کو اپنے سلسلہ اشاعت کے تحت شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے تاکہ مسلمان مخالفین اسلام اور دین سے ناآشنا نام نہاد اسکالرز کی غلط تشریحات اور پروپیگنڈے کا شکار ہونے سے بچ سکیں اللہ تعالیٰ اور اپنے حبیب ﷺ کے طفیل قبول فرمائے۔ آمین

نوٹ: یہ رسالہ اس سے پہلے دارالقلم، ذاکر نگر، نئی دہلی، انڈیا سے 2005ء میں شائع ہو چکا ہے۔

فقط.................ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صداقتِ قرآن اور حکم جہاد

یہودی شکنجے میں جکڑا ہوا امریکہ جارحیت ودہشت گردی کی جس عالمی مہم کی قیادت کررہا ہے اس کا نتیجہ عنقریب امریکی ذلت ورسوائی اور امریکی زوال وشکست کی شکل میں ظاہر ہونے والا ہے۔ برطانیہ بھی اسی امریکی روش پہ گامزن ہے اور زوال وانحطاط کے انجام سے اسے بھی یقیناً دوچار ہونا پڑے گا جس کا آغاز ہو چکا ہے۔ امریکہ وبرطانیہ دونوں عالمی عوامی عدالت کی نظر میں یوں تو پہلے ہی ملزم سمجھے جارہے تھے لیکن اس اعترافِ گناہ واقبال جرم کے بعد وہ اس وقت دو دو چار کی طرح مجرم قرار دیئے گئے جب انہوں نے عراق پر حملے کو خود ہی غلط اطلاعات پر مبنی اقدام اور یورپ کے اندر اپنے قائم کردہ خفیہ عقوبت خانوں کا میڈیا کے سامنے بھی اقرار کرلیا۔ یہ ان دونوں ممالک کا اخلاقی بحران ہے اور یہی بحران ان کی مادی وسیاسی وتجارتی تباہی وبربادی کا پیش خیمہ بھی ہے۔

سرزمین عرب کے قلب میں پیوست کردہ خنجر اور اپنے پیدا کردہ اسرائیل کے تحفظ ودفاع کی انہوں نے پوری ذمہ داری اور اسے خوں آشام جارحیت کی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ اس کے تباہ کن ہتھیار اور دو سو ایٹم بم سے انہوں نے آنکھیں بند کررکھی ہیں اور خود بھی ہر طرح کی دہشت گردی کا شب وروز ارتکاب کررہے ہیں۔ افغانستان وعراق ان کے پنجۂ ظلم واستبداد کا شکار ہیں اور ان کی ہر آبادی و ویرانہ سے امریکی وبرطانوی وحشت وبربریت اور ان کی غیر انسانی حرکتوں کا تعفن پھوٹ رہا ہے۔ یہ کل کی نہیں بلکہ آج کی بات ہے جسے دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے اور تاریخ عالم ان کے مظالم کی خونیں داستان رقم کررہی ہے۔

مسلمانوں کے صرف جسم وجان نہیں بلکہ ان کے معتقدات ونظریات پر شب خوں

مارنے کا سلسلہ بھی جاری ہے اور اسلام و عالم اسلام سے تصادم کی امریکی پالیسی اس وقت اپنے شباب پر ہے۔ اپنی پوری طاقت وقوت اور فنی مہارت کے ساتھ امریکہ اور اس کے حلیف یورپی محققین و ماہرین اسلام اور مسلم مفادات پر کاری ضرب لگانے کی سازشی مہم اور مذموم کوشش میں منہمک ہیں اور عالم اسلام کو سرنگوں و بے دست و پا کرنے کے طاغوتی منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آمادہ وکمربستہ ہیں۔ حالانکہ یہود ونصاریٰ وکفار ومشرکین کی اپنی عیارانہ وشاطرانہ وجارحانہ حرکتوں کے باوجود ہوگا وہی جو اللہ کی مشیت اور اس کی مرضی ہے اور جس کا اظہار واعلان وہ قرآن حکیم میں اس طرح فرما چکا ہے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْكَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (آیت ۳۲، ۳۳، سورۃ التوبہ)

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ ضرور اپنا نور پورا کرے گا اگرچہ کفار برا مانیں۔ وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب فرمادے اگرچہ مشرک برا مانیں۔

یہودی ومسیحی لابی کی تازہ ترین شرارت یہ ہے کہ انہوں نے ''الفرقان الحق'' The True Furqan کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جسے امریکی ادارہ ''ایو انجیلی'' کے پروجیکٹ اومیگا ۲۰۰۱ء کی جانب سے شائع کر کے دنیا بھر میں تقسیم کیا جارہا ہے۔ عبرانی، عربی، انگریزی میں چھپی ہوئی اس کتاب کو اکیسویں صدی کے قرآن کی حیثیت سے پیش کیا جارہا ہے۔ بارہ حصوں کی سیریز کا یہ پہلا حصہ ۳۶۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہندوستان نے اس کی درآمد پر پابندی عائد کردی ہے مگر عرب ممالک اور یورپ وغیرہ میں بڑی تیزی کے ساتھ اسے عام کیا جارہا ہے۔ ۲۰۰۵ء کے آغاز سے اس کی طباعت واشاعت ہورہی ہے۔ اس کتاب کے اندر جہاں یہودیت وعیسائیت کی روح سرایت کئے ہوئے ہے وہیں اس کے اندر اسلام مخالف مواد کی بھی بہتات ہے۔ ناقدین ومبصرین جب اس کا تفصیلی مطالعہ کر کے دین ودیانت اور علم وتحقیق کی کسوٹی پر رکھ کر

پرکھیں گے تو انہیں اس نتیجہ تک پہنچنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی کہ اس ''الفرقان الحق'' کی تصنیف وتالیف کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو ذہنی وروحانی کرب میں مبتلا کیا جائے۔ کیوں کہ اس کے لکھنے والوں کو بھی یقیناً اچھی طرح معلوم ہوگا کہ قرآن کی تعلیمات برحق ہیں اور اس کا جواب ممکن نہیں ہے جس کا چیلنج چودہ سو سال سے جس طرح لاجواب ہے اسی طرح قیامت تک لاجواب رہے گا۔

ایسا نہیں ہے کہ فرانسیسی وانگریزی ودیگر عالمی زبانوں میں قرآن حکیم سے متعلق حقائق ومعلومات کی کمی ہے اور ان زبانوں کے ارباب علم وقلم عظمتِ قرآن سے نابلد ہیں۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ ان کی آنکھوں پر تعصب وعناد کی عینک لگی ہوئی اور وہ بہت کچھ جان کر بھی تجاہلِ برت رہے ہیں۔

میرے سامنے اس وقت ایک کتاب ہے۔ ''بائبل، قرآن اور سائنس'' ہے جسے ''موریس بوکائیے'' نے پہلے فرانسیسی زبان مین لکھا پھر انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔ اس کتاب کے باب دوم میں ''قرآن کی صداقت'' کے عنوان سے ''موریس بوکائیے'' نے لکھا ہے کہ۔

''قرآن کی ناقابلِ تردید صداقت کی بدولت ہی اس کا متن الہامی کتابوں میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے جس میں نہ عہد نامۂ قدیم اور نہ عہد نامۂ جدید اس کا شریک وسہیم ہے''۔ (صفحہ ۲۰۳، بائبل، قرآن اور سائنس از موریس بوکائیے۔ اردو ترجمہ از ثناء الحق صدیقی۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء)

''جہاں تک قرآن کا معاملہ ہے اس کی صورت جداگانہ ہے۔ جب وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والوں نے اس کے متن کو حفظ کرلیا۔ نیز آپ کے کاتبین نے اس کو لکھنا بھی شروع کردیا۔ لہٰذا اس کا آغاز صحت وصداقت کے ان دو عناصر سے ہوا جو اناجیل کو حاصل نہیں تھے۔ یہ سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت تک جاری رہا۔ اس زمانہ میں جب کہ ہر شخص لکھ نہیں سکتا تھا لیکن زبانی ہر شخص دہرا سکتا تھا۔ حافظہ سے تلاوت کرنا اس اعتبار سے بے حد افادیت رکھتا تھا کہ جب فیصلہ کن متن مرتب کیا گیا اس وقت یہ ممکن تھا کہ فریقین کے حافظہ سے جانچ

پڑتال کرلی جائے۔اس وحی قرآنی کا نزول حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔(صفحہ ۲۰۵، بائبل ،قرآن اور سائنس)

''قرآن بذات خود اس حقیقت کے لئے اشارے بہم پہنچاتا ہے کہ اس کی کتابت عہدِ رسالت میں ہوگئی تھی۔اس واقعہ کا بخوبی علم ہے کہ آپ کے متبعین میں بہت سے کاتب تھے جن میں سب سے زیادہ مشہور زید بن ثابت تھے جن کا نام آئندہ نسل میں بھی باقی رہا۔

پروفیسر حمید اللہ نے اپنے فرانسیسی ترجمہ قرآن مجید (۱۹۷۱ء) کے دیباچہ میں ان حالات کا نہایت شاندار الفاظ میں تذکرہ کیا ہے جو اس وقت چل رہے تھے جب قرآن کا متن ضبط تحریر میں لایا گیا تھا۔ ان کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت تک جاری رہا۔

تمام ذرائع اس بات پر متفق ہیں کہ جب قرآن کا کوئی جز نازل ہوتا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خواندہ صحابہ میں سے کسی ایک کو بلاتے اور اس وحی کا اس کو املا کردیتے۔اسی وقت اس بات کی بھی نشاندہی فرمادیتے تھے کہ جو کچھ پہلے نازل ہو چکا ہے اس متن کے کس مقام پر اس نئے جزء کو درج کیا جائے۔

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کاتبوں سے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ ان کو املا کرایا ہے اس کو آپ کے سامنے پڑھ کر سنائیں تاکہ اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو آپ اسے درست فرمادیں۔

ایک اور مشہور روایت یہ بھی ہے کہ ہر سال ماہِ رمضان المبارک میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پورا قرآن مجید (جتنا نازل ہو چکا ہوتا) حضرت جبرئیل کو پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔

اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے پہلے کے مہینہ میں حضرت جبرئیل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مرتبہ پڑھوا کر سنا تھا۔

یہ بات معلوم ہے کہ کس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مسلمان ماہِ رمضان کے دوران شب بیداری کرنے اور عام نمازوں کے علاوہ تمام قرآن کی تلاوت

کرنے کے عادی ہوگئے ہیں۔کئی ذرائع سے مزید انکشاف ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب حضرت زید رضی اللہ عنہ متون کے آخری مرتبہ جمع کرنے کے موقع پر موجود تھے۔دوسری جگہ بہت سی دوسری شخصیتوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔

اس پہلی کتابت کے لئے بے انتہا مختلف نوعیت کا سامان کام میں لایا جاتا تھا۔جیسے جھلی، چمڑا، چوبی تختیاں، اونٹ کی ہڈیاں، نرم پتھر کندہ کرنے کے لئے وغیرہ۔

لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کو یہ بھی ہدایت فرمائی تھی کہ وہ قرآن کریم کو حفظ یاد کریں۔چنانچہ اگر پورا متن نہیں تو اس کا کچھ حصہ جس کی قرأت نمازوں میں کی جاتی تھی ضرور حفظ کرلیتے تھے۔اس طرح ایسے حفاظ کی ایک جماعت پیدا ہوگئی جن کو تمام قرآن یاد تھا اور اس کو وہ حضرات دور افتادہ مقامات پر بھی پھیلاتے تھے۔متن کو دو طریقوں پر یعنی تحریر اور حفظ کے ذریعہ محفوظ کرنے کا یہ قاعدہ بے انتہا مفید ثابت ہوا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ۶۳۲ء کے کچھ عرصہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین خلیفۂ اول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سابق کاتب اعلیٰ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے قرآن کی ایک نقل تیار کرنے کے لئے کہا اور انہوں نے یہ کام انجام دیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مستقبل کے خلیفۂ ثانی) کی تحریک پر زید نے مدینہ میں جتنی بھی معلومات فراہم ہوسکتی تھیں حاصل کیں۔حفاظ کی شہادت، مختلف چیزوں پر متعدد افراد کی نجی طور پر لکھی ہوئی الکتاب کی نقلیں، سب کچھ اس مقصد کے لئے تھا کہ نقل کرنے میں تمام ممکنہ غلطیوں سے بچا جاسکے۔اس طرح قرآن کی ایک بے انتہا قابلِ اعتماد نقل تیار ہوگئی۔

بعض ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ خلیفۃ المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ابو بکر کے ۶۳۴ء میں جانشین ہوئے ایک جلد (مصحف) تیار کرائی اس کو انہوں نے محفوظ کیا اور اپنی وفات کے وقت اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا زوجۂ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد کی۔

اسلام کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جن کے پاس منصب

خلافت ۶۴۴ء سے ۶۵۵ء تک رہا، ماہرین کی ایک خصوصی جماعت کو وہ نسخۂ مصححہ تیار کرنے کا کام تفویض کیا جس پر ان کا نام درج ہے۔ اس جماعت نے اس شہادت کی صداقت کی جانچ پڑتال کی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوئی تھی، اور جو اس وقت تک حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تحویل میں تھی۔ اس جماعت نے ان مسلمانوں سے مشورہ کیا جو پورے متن کے حافظ تھے۔ متن کی صحت کا تنقیدی طور پر تجزیہ بہت سختی سے کیا گیا۔ پیشتر اس کے کہ کسی ایسی معمولی سی آیت کو بھی جس میں اختلافی مواد شامل ہوتا قبول کیا جاتا اور قائم رکھا جاتا شاہدوں کے اتفاق رائے کو ضروری سمجھا گیا۔

یہ بات معلوم ہے کہ اختلاف نسخ کی صورت میں قرآن کی بعض آیات کی بعض سے تصحیح ہو جاتی ہے۔ اس کی توضیح اس صورت میں آسانی سے کی جاسکتی ہے جب یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کا سلسلہ بیس سال (پورے اعداد میں) سے کچھ زیادہ مدت پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایسا متن تیار ہو گیا جس میں سورتوں کی وہ ترتیب قائم رہی جو رمضان کے دوران جیسا کہ صدر میں بیان کیا گیا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے پورے قرآن کی تلاوت مروی ہے۔

ممکن ہے کسی شخص کے ذہن میں یہ بات پیدا ہو کہ آخر وہ کیا چیز تھی جس نے پہلے تین خلفاء خصوصاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کے جمع کرنے اور متن پر نظر ثانی کرنے کی جانب مائل کیا۔ وجوہات فی الحقیقت نہایت سادہ ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ابتدائی دہ سالوں (دہائیوں) میں اسلام کی اشاعت بہت تیزی سے ہوئی اور یہ ان قوموں میں پھیلا جن کی مادری زبان عربی نہیں تھی۔ اس صورت میں یہ بات ضروری ہوئی کہ ایک ایسا متن تیار کیا جائے جس میں ابتدائی صحت برقرار رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نظر ثانی کرانے کا یہی مقصد تھا۔

حضرت عثمان نے نظر ثانی شدہ متن کی نقلیں سلطنت اسلامیہ کے مختلف مراکز کو روانہ فرما دیں۔ (صفحہ ۲۰۹ تا صفحہ ۲۱۳، بائبل، قرآن اور سائنس از موریس بوکائیے)

قرآن حکیم کے بارے میں اس طرح کے حقائق سے باخبر ہونے کے باوجود محض

عناد و عصبیت کی بنیاد پر اس کے خلاف ہرزہ سرائی و یاوہ گوئی اور اس کی حیثیت و عظمت کو مجروح کرنے کی مشترکہ یہودی و مسیحی کوشش انصاف و دیانت سے کس قدر بعید تر ہے اور اس کی آیات کو نشانۂ طعن و تنقیص بنانا یا انہیں فرسودہ خیالات و نظریات کا مجموعہ قرار دینا یا انہیں قتل و خوں ریزی کا محرک قرار دینا کتنا سنگین علمی و اخلاقی جرم ہے اسے اہل علم و تحقیق اور انصاف پسند حضرات بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ راقم سطور کی تازہ ترین کتاب ''امریکی اہانتِ قرآن'' (مطبوعہ دہلی ۲۰۰۵ء) میں مزید تفصیلات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

جہاد کو ادھر چند سالوں سے جس طرح مشقِ ستم بنایا جارہا ہے اور اس کے خلاف جس طرح نوع بہ نوع کے اعتراضات اور حملے ہو رہے ہیں وہ بھی کچھ کم افسوسناک اور دل آزار نہیں ہیں۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے خلاف مختلف حربے آزمائے جارہے ہیں اور جہاد کو اس طرح پیش کیا جارہا ہے جیسے مسلمانوں کا صرف یہی کام باقی رہ گیا ہے کہ وہ دنیا بھر میں جہاد کرتے پھریں اور امن عالم کو درہم برہم کرتے رہیں۔ ملکوں اور قوموں کو اپنے حملوں کا نشانہ بناتے رہیں اور ان پر شب خون مارتے رہیں یہ ان کے فرائضِ منصبی میں شامل ہے۔ مسلمان دن رات الجہاد والجہاد کا وظیفہ پڑھتے رہیں اور موقعہ ملتے ہی کسی بھی آبادی پر ٹوٹ پڑیں اور اس پر قہر و جبر کی بجلیاں گراتے رہیں اس کے مکینوں کو خاک و خون میں تڑپاتے رہیں یہی ان کا شوق یہی ان کا عمل اور یہی ان کی عبادت ہے۔ کیا یہ جہاد اور نظریۂ جہاد کے خلاف جاہلانہ و متعصّبانہ پروپیگنڈہ بلکہ اصطلاح جہاد کے خلاف کھلی ہوئی جارحیت اور دہشت گردی نہیں ہے؟

بار بار اور سیکڑوں بار نظریۂ جہاد، شرائط جہاد، حدود جہاد وغیرہ کی تشریح و وضاحت کی جاچکی ہے۔ اقسام جہاد کی تفصیلات سے آگاہ کیا جاچکا ہے۔ غیر متعلق اور بے قصور افراد و اماکن پر حملوں سے اظہار براءت کیا جاچکا ہے پھر بھی جہاد جہاد کی رٹ لگائے رکھنا کیا اس کا واضح اعلان نہیں ہے کہ اس کے پیچھے اسلام دشمن عناصر کی مخصوص ذہنیت کارفرما ہے اور صہیونی و صلیبی لابی کے ہاتھوں میں اس جہاد مخالف تحریک و سرگرمی کی زمامِ کار ہے؟

قرآن اور جہاد کو بہت سوچ سمجھ کر ہدف تنقید و ملامت بنایا جارہا ہے تاکہ عالم اسلام

خوف ودہشت کی وجہ سے ان کا نام لینے سے بھی اجتناب کرنے لگے۔فکری ونظریاتی سطح
پر وہ قرآن سے دور ہوجائے اور جہاد کے لفظ سے اس کی منجمد رگوں میں دوڑ جانے والے
تازہ خون کا سلسلہ یکلخت بند ہوجائے۔لیکن ماضی کی طرح ان کی یہ سازش بھی ناکام ہوکر
رہے گی۔اور بم بارود ڈالر و پونڈ کے بل پر چلائی جانے والی مہم چند سالوں کے اندر ہی اپنی
موت آپ مرجائے گی۔قرآن بھی باقی رہے گا اور قرآن کا حکمِ جہاد بھی جاری رہے گا۔
اِس وقت بھی اور آئندہ بھی اور قیامت تک یہ سلسلہ قائم ودائم رہے گا۔

قرآن حکیم کے معجزہ وتسلسل اور اس کے لافانی احکام وتعلیمات کے بارے میں
اپنے تازہ مضمون میں میں نے لکھا ہے کہ۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر بذریعۂ جبرئیل امین نازل ہونے والا قرآن ایک لافانی معجزہ کی شکل میں کل بھی
زندہ وتابندہ تھا اور آج بھی اس کی شعاعِ نور سے کائناتِ ہستی کا گوشہ گوشہ روشن ومنور
ہورہا ہے۔اس کے ظاہری وباطنی جمال ورعنائی اور رونق وزیبائی سے انسانی فطرتِ
سلیم کل بھی متاثر تھی اور آج بھی اسی کی طرف اس کا غالب رجحان ومیلان ہے۔اس
کی قرأت وتلاوت، اس کی تجوید وترتیل، اس کے الفاظ ومعانی کی دلکشی، اس کے
پیغامِ تعقل وتدبر، اس کے فواتح وفواصل، اس کے منطوق ومفہوم، اس کے علوم
ومعارف، اس کے اسرار ودقائق، اس کے امثال وقصص، اس کے فضائل وخواص، اس
کے مفردات ومرکبات، اس کے کلمات وآیات، اس کے محکمات ومتشابہات، اس کے
عجائب وغرائب، اس کی فصاحت وبلاغت، اس کا طرز واسلوب، اس کی تاثیر ونفوذ،
اس کی ہدایت وبصیرت، اس کی ترغیب وترہیب، اس کا انداز وتبشیر، اس کی جامعیت
وہمہ گیری اور قیامت تک باقی رہنے والی اس کی عظمت واہمیت وافادیت! یہ سب کچھ
اس عالمِ قدس کی تجلیات ہیں جہاں ہر طرف سے سمعنا واطعنا اور آمنا
وصدقنا کی صدائے دلنواز گونج رہی ہے اور سعادت مندروحیں لمحہ لمحہ گویا پکار رہی
ہیں کہ کُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا (آیت ۷، سورہ آل عمران) سب کا سب ہمارے رب
کے پاس سے ہے۔اور رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ

لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آیت ۸، سورۂ آل عمران) اے ہمارے رب!
ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی۔اور ہمیں اپنے پاس سے
رحمت عنایت کر اور بیشک تو ہی بڑا دینے والا ہے۔

قرآن حکیم کی تلاوت وسماعت اکثر دلوں پر براہِ راست اثر انداز ہوتی ہے جس
سے عام وخاص اور عالم وجاہل ہر مسلمان مستفید ومستفیض ہوتا ہے۔پیغمبر اسلام صلی اللہ
علیہ وسلم کے توسط وتوسل سے اس کے اولین مخاطب صحابۂ کرام اور پھر سارے اہل
ایمان اور تمام نفوس وارواح ہیں۔وہ بقدرِ ظرف جتنا چاہیں اس سے فیض وبرکت حاصل
کریں۔ہر شعبۂ زندگی کے لئے اس سے ہدایت حاصل کریں۔یہ اذنِ عام اور اس کا
افادۂ تام ہے"۔

اور جہاد سے متعلق میرے تازہ مضمون کا ایک حصہ یہ ہے۔

"جہاد بالسیف، جہاد باللسان، جہاد بالعلم، جہاد بالقلم، جہاد بالمال اور جہاد بالقلب
یہ جہاد کی معروف قسمیں ہیں۔ان میں سے جو جہاد حسب استطاعت وضرورت کیا
جائے اس کی اپنی اہمیت وافادیت اور عند اللہ اس کا اجر وثواب ہے۔جہاد کے بدلے
میں کوئی کام کرنے کی عہد رسالت میں بعض حضرات کو کبھی کبھی جو ہدایات دی گئی ہیں ان
کی فضیلت بھی کچھ کم نہیں ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کیا۔یارسول اللہ! نری الجهاد افضل العمل افلا نجاهد۔ قال لٰكنّ
افضلُ الجهاد حج مبرور (صحیح بخاری کتاب الجہاد)
جہاد کو ہم دیگر اعمال سے افضل سمجھتے ہیں۔تو ہم (عورتیں بھی) جہاد کیوں نہ کریں؟
آپ نے ارشاد فرمایا! تم عورتوں کا افضل جہاد حج مبرور ہے۔

معاویہ بن جاھمہ سلمی نے بیان کیا۔میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کے ساتھ میں بھی جہاد میں جانا چاہتا ہوں تا کہ اللہ کی رضا
اور آخرت کی بھلائی حاصل کرسکوں۔آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہاری ماں زندہ
ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں میری ماں زندہ ہیں۔آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور ان کی

خدمت کرو۔ میں گھوم کر دوسری طرف سے حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ آپ کے ساتھ شریک جہاد ہونا چاہتا ہوں تا کہ اللہ کی رضا اور آخرت کی بھلائی پا سکوں۔ آپ نے پھر پوچھا کہ کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں میری ماں زندہ ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ جاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ میں اسی طرح پھر آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کے ساتھ جہاد میں جانا چاہتا ہوں تا کہ رضائے الٰہی اور ثواب آخرت حاصل کرسکوں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری ماں زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپ نے ارشاد فرمایا۔

الزم رجلها فثمّ الجنة (سنن ابن ماجہ) اپنی ماں کے قدموں سے لگے رہو وہیں تمہاری جنت ہے''۔

قرآن حکیم کے اندر صراحت ووضاحت کے ساتھ جس جہاد وقتال کا حکم دیا گیا ہے اس کی تفصیلات میری ایک دوسری کتاب ''آیات جہاد کا قرآنی مفہوم'' (مطبوعہ دہلی ۲۰۰۱ء ومطبوعہ ممبئی وکراچی ۲۰۰۳ء) کا مطالعہ بھی مفید ثابت ہوگا۔

قرآن اور جہاد کے موضوع پر اس کتاب کے اندر اختصار واجمال کے ساتھ بہت سارے حقائق ومعلومات جمع کر دیے گئے ہیں تا کہ قارئین کو صحیح احکام ومسائل سے واقفیت ہوسکے اور اسلام مخالف عناصر کے مسلسل پروپیگنڈے کا مؤثر اور مسکت جواب بھی ہوسکے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس خدمت کو قبول فرمائے اور پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالے میں یہ کتاب زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہوسکے۔ آمین بجاہ حبیبہٖ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

خیر اندیش

یٰسین اختر مصباحی

بانی وصدر دار القلم، ذاکر نگر، نئی دہلی ۲۵

فون نمبر: 011-26986872

دوشنبہ

۲/ ذوالقعدہ ۱۴۲۶ھ

۵/ دسمبر ۲۰۰۵ء

قرآنِ حکیم! ایک زندۂ جاوید معجزہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔ (آیت ۱، سورۃ الکہف) سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں اصلاً کجی نہ رکھی۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔ (آیت ۱، سورۃ الفرقان) بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے قرآن اتارا اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا۔ (آیت ۲۳، سورۃ الدہر) بیشک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اتارا۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ (آیت ۱۱۵، سورۃ الانعام) اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات سچ اور انصاف پر۔ اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی ہے سننے جاننے والا۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ۔ (آیت ۴۴، سورۃ النحل) اور ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار کتاب اتاری کہ تم لوگوں کو وہ بتاؤ جو ان کے لئے اترا اور وہ اس پر کچھ غور کریں۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا (آیت ۲۹، سورۃ الانسان) بیشک یہ نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ۔ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ۔ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ۔ (آیت ۱۹۲ تا ۱۹۵، سورۃ الشعراء) اور بیشک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ اسے لے کر روح الامین اترا تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ۔ روشن عربی زبان میں۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ

مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (آیت ۸۳، سورۃ المائدہ) اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لئے کہ وہ حق پہچان گئے۔ کہتے ہیں اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے۔

یہ ہیں وہ چند آیاتِ بینات جن کے اندر قرآن حکیم نے اپنی حقیقت اپنی عظمت اپنی غایت اپنی افادیت اپنی ہدایت اپنی صداقت اپنی بلاغت اور اپنی جامعیت کی خود شہادت دی ہے۔ رب کائنات کی یہ کتابِ مبین برہان بھی ہے اور فرقان بھی ہے۔ نور بھی ہے اور شفاء بھی ہے۔ عبرت بھی ہے اور موعظت بھی ہے۔ ذکر بھی ہے اور حکمت بھی ہے۔ قولِ فصل بھی ہے اور صراطِ مستقیم بھی ہے۔ احسن الحدیث بھی ہے اور نبأ عظیم بھی ہے۔ تنزیل بھی ہے اور بیان بھی ہے۔ علم بھی ہے اور تذکرہ بھی ہے۔ وحی بھی ہے اور بلاغ بھی ہے۔ حق بھی ہے اور عدل بھی ہے۔ تبشیر بھی ہے اور انذار بھی ہے۔ بشریٰ بھی ہے اور عروۃُ الوثقیٰ بھی ہے۔ منادی بھی ہے اور ہادی بھی ہے۔ احسن القصص بھی ہے اور صحیفۂ مکرمہ مرفوعہ مطہرہ بھی ہے۔ مجموعۂ بصائر بھی ہے اور مرقعِ معارف بھی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (آیت ۴۳، سورۃ الاعراف) سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (آیت ۱۵، ۱۶-سورۃ المائدہ) بیشک تمہارے پاس اللہ کی جانب سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے راستے۔ اور انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے۔ اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (آیت ۱۷۴، سورۃ النساء) اے لوگو! بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل

آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ (آیت ۱۷۰، سورۃ النساء) اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے آیا تو اپنی بھلائی کے لئے ایمان لاؤ۔

یہ قرآن اللہ کی جانب سے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ایک معجزہ ہے اور آپ کی نبوت ورسالت کی روشن دلیل ہے۔ برہانِ قاطع اور حجتِ قاہرہ ہے۔ سنگِ میل اور مصحفِ ہدایت ہے ہر مرد و زن، ہر شیخ وشاب، ہر اسود وابیض، ہر غنی محتاج، ہر شاہ وگدا، ہر عالم وجاہل، ہر صحیح وسقیم، ہر ذہین وغبی، اور ہر عربی وعجمی کے لئے اگر وہ چاہے اور خالق ورب کائنات کا فضل اور اس کی توفیق اس کے شاملِ حال ہو۔ یہ ہدایت یہ رحمت یہ سعادت اور یہ بشارت خاص نہیں ہے کسی عہد وعصر اور کسی زمان ومکان کے لئے کہ فیصلہ اور حکم ہے یہی اس احکم الحاکمین کا جس نے مشرق ومغرب وارض وسماء وجن وانس سب کی اپنے دستِ قدرت سے تخلیق فرمائی اور ہر شئی جس کی مشیت ومرضی کا جلوہ اور اسی کے تابع فرمان ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (آیت ۳۳، سورۃ التوبہ) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کردے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ۔ (آیت ۱۵۸، سورۃ الاعراف) تم کہو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ جس کا آسمان اور جس کی زمین ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی زندگی اور موت دینے والا ہے۔

معجزۂ قرآن تسلسل ہے ان معجزات کا جن سے انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اپنے اپنے دور میں نوازے گئے۔ انہوں نے جب اپنی قوم کو قبولِ حق کی دعوت دی، انہیں اللہ کی طرف بلایا، یوم حساب اور آخرت کا خوف دلایا، اپنی نبوت ورسالت کا اعلان کیا اس وقت حسبِ حال اور حسبِ ضرورت ان کے ہاتھوں اللہ کی جانب سے ان

معجزات کا صدور وظہور ہوا جو اُن کی نبوت و رسالت کے لئے دلیل و برہان بن گئے اور ان کے دعویٰ کی تصدیق ان معجزات کے ذریعہ ہوگئی جنہیں ان کی قوم نے اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ مثلاً

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے نارِ نمرود گلزار بن گئی جس کا واقعہ قرآن حکیم میں اس طرح مذکور ہے۔ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّ لَا يَضُرُّكُمْ۔ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ (آیت ۶۶ تا ۷۰، سورۃ الانبیاء) کہا (ابراہیم نے) تو کیا اللہ کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکے۔ تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا تم پوجتے ہو۔ کیا تمہیں عقل نہیں؟ لوگ بولے کہ ان (ابراہیم) کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے۔ ہم نے فرمایا اے آگ! ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ ان لوگوں نے ان کا بُرا چاہا تو ہم نے انہیں ہی زیاں کار کر دیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا دستِ مبارک لگتے ہی لوہا موم یا گوندھے ہوئے آٹا کی طرح نرم ہو جایا کرتا تھا۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا۔ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (آیت ۱۰، ۱۱، سورہ سبا) اور بیشک ہم نے داؤد کو بڑا فضل دیا۔ اے پہاڑو! اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو! اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا کہ وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ اور تم سب نیکی کرو۔ بیشک میں تمہارے کام دیکھ رہا ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبے کا چشمہ بہا اور ہوا ان کے بس میں تھی۔ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ (آیت ۱۲، سورہ سبا) اور سلیمان کے بس میں ہوا کر دی۔ اس کی صبح کی ایک منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی ایک منزل ایک مہینہ

کی راہ۔ اور ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبا کا چشمہ بہایا۔ اور جنوں میں سے وہ جو اس کے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا اور یدِ بیضاء کے معجزہ سے ساحروں کو عاجز وساکت اور پھر قائل کیا۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ۔ وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ۔ (آیت ۳۲، ۳۳، سورۃ الشعراء) تو (موسیٰ نے) اپنا عصا ڈال دیا جبھی وہ صریح اژدہا بن گیا۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کی نظر میں جگمگانے لگا۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ (آیت ۶۰، سورۃ البقرہ) اور موسیٰ نے اپنے قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔ فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے۔ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارۂ مادر میں کلام کیا۔ اور باذنِ اللہ مریضوں کو شفا دی اور مردوں کو زندہ کیا۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰتَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ (آیت ۱۱۰، سورۃ المائدہ) اور جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی۔ تو لوگوں سے بات کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہو کر۔ اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی۔ اور تو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفاء دیتا۔ اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔

اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّيْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (آیت ۴۹، سورۃ آل عمران) میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے۔ اور میں شفاء دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

انبیاء ومرسلین کرام کے مذکورہ معجزات پر غور کیا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اقوام واُمم ماضیہ کے مزاج ومعیار، ذوق ورجحان، طلب واصرار پر ان کے سامنے مادی وحسّی معجزات کو دلیل وبرہانِ نبوت ورسالت بنایا گیا اور جس فن میں انہیں مہارت حاصل تھی جس شعبہ میں وہ اپنے آپ کو یگانۂ روزگار سمجھتے تھے اسی فن اور شعبہ میں انہیں ایسی نشانیاں دکھائی گئیں جو اس زمانہ کے اصحابِ قلب سلیم کے لئے اعتراف وقبول کا باعث بن سکیں اور انہیں توحید ورسالت کے اقرار اور ان پر ایمان لانے کی ترغیب دے کر انہیں صراطِ مستقیم پر لا سکیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ کی قوم اور فرعون کے درباریوں کے درمیان فنِ جادوگری کا رواج تھا تو آپ کو عصائے کلیمی اور ید بیضاء کا معجزہ دیا گیا۔ حضرت عیسیٰ کو جن کی طرف مبعوث کیا گیا انہیں طب میں کمال حاصل تھا تو انہیں احیاءِ موتیٰ کا معجزہ دیا گیا۔ اور یہ سبھی معجزات مادی اور حسّی ہیں۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سارے معجزات کے ساتھ رب کائنات نے جو سب سے بڑا معجزہ عطا فرمایا وہ یہی قرآن حکیم ہے۔ آپ کو مادی وحسّی اور عقلی ومعنوی دونوں طرح کے معجزات سے اس نے نوازا مگر اس وقت ہمارے زیر بحث معجزۂ قرآن ہے جو عقلی وفکری اور نظری ومعنوی ہے۔ آپ کی نبوت ورسالت چونکہ قیامت تک کے سارے انسانوں کے لئے عام ہے اس لئے یہ معجزۂ قرآن یوم قیامت تک جملہ عالم وعالمیاں کے لئے آپ کی نبوت ورسالت کی دلیل وبرہان بن کر ان کی ہدایت ورہنمائی کا فریضہ انجام دیتا رہے گا۔

گذشتہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے معجزات کا علم ویقین اور ان کی

تصدیق کا ذریعہ دور حاضر کے انسانوں کے لئے وحی متلو کی شکل میں قرآن اور صرف قرآن ہے۔ جب کہ اعجازِ قرآن یہ ہے کہ یہ خود اپنی تصدیق آپ ہے۔ یہ دعویٰ بھی ہے اور دلیل بھی ہے اور علم ویقین کا جیتا جاگتا نمونہ بھی ہے۔ یہی وہ ذکر وتذکرہ اور کتاب وصحیفہ ہے جس کی حفاظت کا ذمہ رب کائنات نے لے رکھا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (آیت ۹، سورۃ الحجر) ہم نے ہی اسے نازل کیا اور اس کی حفاظت ہمارے ہی ذمۂ کرم پہ ہے۔

عجز عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ضعف وناتوانی اور عدم قدرت ہے۔ اعجاز کا معنی عاجز وبے بس کر دینا ہے اور اعجاز قرآن کا مطلب ہے کہ انسانی فکر وفہم اور عقل وخرد کو اس نے اپنی مثال لانے اور اپنا جواب دینے سے عاجز کر دیا ہے۔ لاکھ کوشش کے باوجود کسی بھی زمانہ کے انسان قرآن جیسی کوئی سورت اپنی طرف سے پیش نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ یہ قرآن ایک معجزہ ہے اور معجزہ اس خرقِ عادت کو کہتے ہیں جو طاقتِ بشری سے باہر ہو۔ کلامِ الٰہی اور کلامِ انسان میں وہی فرق وبُعد ہے جو صنعتِ خالق اور صنعتِ مخلوق کے درمیان فرق وامتیاز ہوا کرتا ہے۔ یہ معجزہ انبیاء ومرسلین کے ذریعہ صادر وظاہر ہوا کرتا تھا۔

معجزہ کی تعریف کرتے ہوئے شیخ الاسلام مجدد ملت علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی مصری المتوفیٰ ۹۱۱ھ رضی اللہ عنہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

قال ابن العربی: ولم یصنف مثل کتابہ۔ اعلم ان المعجزۃ امر خارق للعادۃ، مقرون بالتحدی، سالم عن المعارضۃ وھی اما حِسّیۃ واما عقلیۃ۔

واکثر معجزات بنی اسرائیل کانت حِسّیۃ لبلادتھم وقلۃ بصیرتھم۔ واکثر معجزات ھذہ الامۃ عقلیۃ لفرط ذکاء ھم وکمال اَفھامھم۔ ولان ھذہ الشریعۃ لما کانت باقیۃ علیٰ صفحات الدھر الیٰ یوم القیامۃ خُصّت بالمعجزۃ العقلیۃ الباقیۃ لِیَراھا ذو والبصائر کما قال صلی اللہ علیہ وسلم: ما مِن الانبیاء نبیّ اِلَّا اعطی مَا مثلہٗ آمن علیہ البشر۔ وانما کان الذی اوتیتہ وحیاً اوحاہ اللہ اِلیَّ۔ فارجو ان

اکون اکثرھم تابعاً۔ اخرجهٗ البخاری۔

قیل ان معناہ: ان معجزات الانبیاء انقرضت بانقراض اعصارھم فلم یشاھدھا اِلّا مَن حضرھا۔ ومعجزة القرآن مستمرة الیٰ یوم القیامة۔ وخرقه العادة فی اسلوبهٖ وبلاغتهٖ واِخباره بالمغیبات۔ فلا یمرّ عصر مِن الاعصار اِلّا ویظھر فیه شئٍ مِمّا اَخبر بهٖ انه سیکون یدل علیٰ صحة دعواہ (ص۱۴۸، ۱۴۹، الجزء الثانی من الاتقان للعلامة جلال الدین السیوطی، شرکة مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر)

حضرت علامہ مرتضیٰ زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) معجزہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ ثم المعجزةُ ماخوذة من العجز المقابل للقدرة۔ وحقیقة الاعجاز اثبات العجز فاستعیر لا ظھارہٖ، ثم اسند مجازاً الیٰ ما ھو سبب للعجز، ثم جعل اسماً لهٗ فقیل معجزة، والتاء فیه للنقل من الوصفیة الی الاسمیة، کما فِي الحقیقة، او للمبالغة کما فی العلّامة، وحقیقة المعجزہ امر خارق للعادة مقرون بالتحدی موافق للدعویٰ سالم من المعارض علیٰ یدِمُدّعِی النبوة (صفحه ۴۳۱، الجزء الثانی۔ جواھر البحار، للشیخ یوسف النبھانی)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعۂ جبرئیل امین نازل ہونے والا قرآن ایک لافانی معجزہ کی شکل میں کل بھی زندہ وتابندہ تھا اور آج بھی اس کی شعاعِ نور سے کائناتِ ہستی کا گوشہ گوشہ روشن ومنور ہورہا ہے۔ اس کے ظاہری وباطنی جمال ورعنائی اور رونق وزیبائی سے انسانی فطرتِ سلیم کل بھی متاثر تھی اور آج بھی اسی کی طرف اس کا غالب رجحان ومیلان ہے۔ اس کی قرأت وتلاوت، اس کی تجوید وترتیل، اس کے الفاظ ومعانی کی دلکشی، اس کے پیغامِ تعقل وتدبر، اس کے فواتح وفواصل، اس کے منطوق ومفہوم، اس کے علوم ومعارف، اس کے اسرار ودقائق، اس کے امثال وقصص، اس کے فضائل وخواص، اس کے مفردات ومرکبات، اس

کے کلمات وآیات، اس کے محکمات ومتشابہات، اس کے عجائب وغرائب، اس کی فصاحت وبلاغت، اس کا طرز واسلوب، اس کی تاثیر ونفوذ، اس کی ہدایت وبصیرت، اس کی ترغیب وترہیب، اس کا انداز وتبشیر، اس کی جامعیت وہمہ گیری اور قیامت تک باقی رہنے والی اس کی عظمت واہمیت وافادیت! یہ سب کچھ اس عالمِ قدس کی تجلیات ہیں جہاں ہر طرف سے سمعنا واطعنا اور آمنا وصدقنا کی صدائے دل نواز گونج رہی ہے اور سعادت مندروحیں لحہ لحہ گویا پکار رہی ہیں کہ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا (آیت ۷، سورہ آل عمران) سب کا سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ اور رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آیت ۸، سورۂ آل عمران) اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی۔ اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عنایت کر اور بیشک تو ہی بڑا دینے والا ہے۔

قرآن حکیم کی تلاوت وسماعت اکثر دلوں پر براہِ راست اثر انداز ہوتی ہے جس سے عام وخاص اور عالم وجاہل ہر مسلمان مستفید ومستفیض ہوتا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط وتوسل سے اس کے اولین مخاطب صحابۂ کرام اور پھر سارے اہل ایمان اور تمام نفوس وارواح ہیں۔ وہ بقدرِ ظرف جتنا چاہیں اس سے فیض وبرکت حاصل کریں۔ ہر شعبۂ زندگی کے لئے اس سے ہدایت حاصل کریں۔ یہ اذنِ عام اور اس کا افادۂ تام ہے۔

ہاں! اس قرآن کی تفسیر وتاویل کا مرحلہ سخت دشوار ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکام وارشادات سے الگ ہٹ کر کچھ سمجھنا، کچھ بولنا، کچھ لکھنا اپنے ایمان اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا ہے جس سے اللہ کی پناہ۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (آیت ۳۶، سورہ بنی اسرائیل) اور اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔ اِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (آیت ۱۶۹، سورۃ البقر) شیطان تمہیں بدی اور بے حیائی کا ہی حکم دے گا اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ من قال فی القرآن برائهٖ

بغیر علم فلیتبوأ مقعدہٗ من النار (ابوداؤد) جس نے قرآن میں بغیر علم کے محض اپنی رائے سے کچھ کہا وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے۔

من تکلم فی القرآن برائه فاصاب فقد اخطأ (ترمذی ونسائی) جس نے قرآن میں محض اپنی رائے سے کوئی بات کی اور وہ درست ہے جب بھی وہ کہنے والا غلطی پر ہے۔

اصولِ محکمہ اور قواعد شرعیہ کی رعایت ہر قدم پر ضروری ہے ورنہ لغزش کا پورا پورا امکان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح تفسیر وتاویل کے لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت عبداللہ بن عباس کے لئے دعاء فرمائی جو صحابۂ کرام کے درمیان رأس المفسرین تھے۔ اللھم فَقِّهْهُ فی الدین وعَلِّمْهُ التاویل، اے اللہ! انہیں دینی تفقہ اور علم تاویل سے سرفراز فرمادے۔

معرفتِ علوم اسلامیہ ودیگر علوم وفنون لازمہ بالخصوص عربی زبان وادب، اسباب واحوال نزول، التزام عقائد ثابتہ ورعایتِ سنتِ نبویہ کے بغیر صحیح فہم قرآن وتدبر قرآن وتفہیم قرآن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ۔ (آیت ۹، سورۃ الزمر) تم کہو کہ کیا برابر ہیں علم رکھنے والے اور وہ جو بے علم ہیں۔ نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (آیت ۹، سورۃ الانبیاء) تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

فصاحتِ کلام اور بلاغتِ بیان معجزۂ قرآن ہے۔ اعجاز قرآن اور وجوہِ اعجاز کے بارے میں علماء ومحققینِ متقدین ومتاخرین نے کافی عرق ریزی کے ساتھ بحث وتحقیق کی ہے اور مطول ومتوسط ومختصر کتب ورسائل تحریر کئے ہیں۔ جن میں سے مشہور وجوہِ اعجاز یہ ہیں (۱) حسنِ تالیف ونسقِ کلمات (۲) بے نظیر اسلوب بلیغ (۳) اخبار غیب (۴) اخبار قرون وامم ماضیہ۔

اور اس طرح بھی اعجاز قرآن کی نشان دہی کی گئی ہے۔ (۱) اعجازِ ثابت بالفعل (۲) اعجازِ اسلوب ونظم (۳) اعجازِ بلاغت (۴) اعجازِ غیب (۵) اعجازِ سلامتی از اختلاف

(۶) اعجازِ علوم وتشریعات واحکام جامعہ (۷) اعجازِ تحقیقات واکتشافات (۸) اعجازِ حجتِ نبوت (۹) اعجازِ تحدی۔

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) اس سلسلے میں علماء کے خیالات وآراء پیش کرتے ہوئے ابن سراقہ (متوفی ۴۱۰ھ) کی تحقیق نقل کرتے ہیں۔

وقال ابن سراقه: اختلف اهل العلم فی وجه اعجاز القرآن۔ فذکروا فی ذلك وجوها کثیرة کلها حکمة وصوابا۔ وما بلغوا فی وجوه اعجازہٖ جزء ا واحداً من عشر معشارہ۔

فقال قوم: هو الایجاز مع البلاغة۔ وقال آخرون: هو البیان والفصاحة، وقال آخرون: هو الوصف والنظم۔ وقال آخرون: هو کونه خارجا عن جنس کلام العرب من النثر والنظم والخطب والشعر مع کون حروفهٖ فی کلامهم ومعانیه فی خطابهم والفاظه من جنس کلماتهم۔ وهو بذاتهٖ قبیل غیر قبیل کلامهم وجنس آخر متمیز عن اجناس خطابهم۔ حتی ان من اقتصر علی معانیه وغیّر حروفه اذهب رونقه۔ ومن اقتصر علی حروفهٖ وغیّر معانیه ابطل فائدتہ۔ فکان فی ذلك ابلغ دلالة علیٰ اعجازہ۔ وقال آخرون: هو کون قارئه لا یکلّ وسامعه لا یملّ وان تکرّرت علیه تلاوته۔ وقال آخرون: هو ما فیه من الاخبار عن الامور الماضیة۔ وقال آخرون: هو ما فیه من علم الغیب والحکم علی الامور بالقطع۔ وقال آخرون: هو کونه جامعاً لعلوم یطول شرحها ویشقّ حصرها۔ اھ (ص۱۰۵، الاتقان فی علوم القرآن، الجزء الثانی)

اسی طرح علامہ قاضی عیاض اندلسی مالکی (متوفی ۵۴۴ء) کی فاضلانہ وعارفانہ کتاب "الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ" الجزء الاول میں ذکر کردہ چار وجوہِ اعجاز کی تلخیص کرتے ہوئے علامہ جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں۔

وقال القاضی عیاض فی الشفا: اعلم ان القرآن منطوٍ علیٰ

وجوه من الاعجاز كثيرة. وتحصيلها من جهة ضبط انواعها فى اربعة وجوه.

اولها: حسن تاليفه والتئام كلمه وفصاحته. ووجوه ايجازه وبلاغته الخارقة عادة العرب الذين هم فرسان الكلام وارباب هذا الشان.

والثانى: صورة نظمه العجيب والاسلوب الغريب المخالف لاساليب كلام العرب. ومنها نظمها ونثرها الذى جاء عليه ووقفت عليه مقاطع آياته وانتهت اليه فواصل كلماته ولم يوجد قبله ولا بعده نظيرلة.

قال: وكل واحد من هذين النوعين الايجاز والبلاغة بذاتها والاسلوب الغريب بذاته نوع اعجاز علىٰ التحقيق لم تقدر العرب علىٰ الاتيان بواحد منهما. اذكل واحد خارج عن قدرتها مباين لفصاحتها وكلامها. خلافاً لمن زعم ان الاعجاز فى مجموع البلاغة والاسلوب.

الوجه الثالث: ما انطوى عليه من الاخبار بالمغيبات ومالم يكن. فوجد كماورد.

الرابع: ما انبأبه من القرون السالفة والامم البائدة والشرائع الدائرة مما كان لا يعلم منه القصة الواحدة الا الفذّ من احبارِ اهل الكتاب الذى قطع عمره فى تعلم ذلك فيورده صلى الله عليه وسلم علىٰ وجهه ويأتى به علىٰ نصّه وهو أمّى لا يقرأ ولا يكتب. (ص ۱۵۶، الاتقان للعلامه السيوطى مطبوعه مصر)

علماءِ مفسرین ومحققین کرام نے قرآن حکیم کے کلام خالق ومُنزّل من اللہ ہونے کے دلائل دیتے ہوئے اور وجوہِ اعجازِ قرآن بتلاتے ہوئے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے۔

(۱) فصاحت وبلاغتِ قرآن نے اسے کلامِ مخلوق سے ممتاز کردیا ہے۔ (۲) قرآن کا اسلوب اور نظم وارتباط بے مثال ہے (۳) زمانۂ نزول سے آج تک کوئی بھی صاحبِ زبان ادیب ومحقق اس کے معیار کا کوئی کلام پیش نہ کرسکا اور نہ آئندہ پیش

کرسکے گا (۴) عہد ماضی اور گذشتہ اقوام وملل کے حالات وواقعات قرآن نے بیان کئے جن کی صحت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے (۵) غیب اور آنے والے جن معاملات ومسائل کی قرآن نے خبر دی وہ اپنے اپنے وقتوں پر اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جیسے قرآن نے بتلائے اور لوگوں کو آگاہی دی (۶) اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء وصفات، ممکنات ومحالات، دعوتِ توحید وعبادت خالق، دلائل وبراہینِ قاطعہ، اور استیصال شرک وکفر وغیرہ کا ایسا متین وبلیغ انداز جس سے یقینی طور پر واضح ہوجاتا ہے کہ یہ کسی بشر نہیں بلکہ خالقِ بشر کا کلام ہے (۷) عقائد واصول، وحلال وحرام، ومکارم اخلاق، ومصالح دنیا وآخرت وغیرہ کا غایتِ حکمت وبصیرت کے ساتھ بیان وتشریح وتشریح جہاں تک کسی انسانی ذہن کی رسائی ممکن نہیں (۸) نقص وزیادتی وتغیر وتبدیل سے قرآن حکیم مکمل محفوظ ہے (۹) مشاہدہ وتجربہ ہے کہ دیگر کتابوں کے مقابلہ میں حفظِ قرآن حکیم نہایت آسان ہے اور عہدِ صحابہ سے آج تک ہر دور میں حفاظِ قرآن کی بے شمار تعداد رہی ہے (۱۰) قرآن حکیم کو جب جب پڑھا اور سنا جائے اس سے لطف ولذت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ دوسری کتابوں کی طرح اس کے پڑھنے سننے والے گھبراتے اور اکتاتے نہیں ہیں۔

کفار ومشرکینِ عرب جب قرآن حکیم کی تکذیب کرتے ہوئے اسے بشری کلام کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو کچھ کلام اپنی طرف سے گڑھ کر لوگوں کو سناتے رہتے ہیں۔ یہ تو شاعر ہیں۔ یہ مجنوں ہیں۔ یہ کاہن ہیں۔ یہ ساحر ہیں (معاذ اللہ) تو قرآن حکیم نے ان افترا پردازوں اور کذابوں کی تکذیب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلاً مَّا تُؤْمِنُوْنَ (آیت ۴۱، سورۃ الحاقہ) اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں تم کتنا کم یقین رکھتے ہو۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلاً مَّا تَذَكَّرُوْنَ (آیت ۴۲، سورۃ الحاقہ) اور نہ کسی کاہن کی بات ہے تم کتنا کم دھیان دیتے ہو۔

فَذَكِّرْ فَمَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ (آیت ۲۹، سورۃ الطور) تم نصیحت کرتے رہو اپنے رب کے فضل سے نہ تم کاہن ہو نہ ہی مجنون ہو۔

اَفَسِحْرٌ هٰذَا اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ (آیت ۱۵، سورۃ الطور) تو کیا یہ جادو

ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں ہے۔

افتراء واستہزاء اور عصبیت وعناد کا جب منکرین ومشرکین کی طرف سے سلسلہ دراز ہونے لگا۔ اور وہ طرح طرح کی تجاویز ومطالبات پیش کر کے اسلام وپیغمبر اسلام اور قرآن پر اعتراضات اور حملے کرنے لگے تو ان سے کہا گیا کہ اگر تم بھی ایسی ہی تعلیم پیش کر سکتے ہو اور ایسا ہی کلام اپنی طرف سے بنا سکتے ہو تو یہ کام کر گذرو۔ تم قرآن کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اپنی بات اور اپنا بنایا ہوا یا کسی راہب ومعلم کی مدد سے تیار کردہ کلام سمجھتے ہو تو پھر تمہیں بھی ایسا کرنے سے کون منع کر رہا ہے؟ اپنے تمام علماء وفضلاء وشعراء وادباء وفصحاء وبلغاء کو بلا کر ان سے فریاد کرو اور ان کی اجتماعی یا کسی انفرادی کوشش سے قرآن کا جواب لاؤ۔ سب کا نہیں تو دس سورتوں کا ہی جواب دے دو۔ یہ بھی نہیں کر سکتے تو پھر کسی ایک سورت کا ہی جواب تیار کر لو؟ لیکن ان میں سے کچھ بھی تمہارے بس کا نہیں ہے اور کلام مخلوق کا کلام خالق سے مقابلہ ممکن بھی کیوں کر ہو سکتا ہے؟

مختلف اوقات ومراحل میں قرآن حکیم نے کفار ومشرکین کو مخاطب کرتے ہوئے اور انہیں چیلنج دیتے ہوئے کہا۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَا یُؤْمِنُوْنَ. فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ (آیت ۳۳، ۳۴، سورۃ الطّور) یا کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ قرآن بنالیا ہے بلکہ (صحیح یہ ہے کہ) وہ ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر وہ سچے ہیں۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (آیت ۱۳، سورہ ھود) کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے خود سے بنالیا ہے تو ان سے کہو کہ تم بھی اپنی طرف سے اسی طرح کی دس سورتیں بنا کر لاؤ۔ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ. اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (آیت ۳۷، ۳۸، سورہ یونس) اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ اپنی

طرف سے کوئی اسے بنالے بے اللہ کے اتارے۔ ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے۔ اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے اس کی تفصیل ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے خود بنالیا ہے۔ تم کہو کہ اس جیسی ایک سورت بنا کر لاؤ۔ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں بلا لاؤ۔ اگر تم سچے ہو۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ. فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ (آیت ۲۳، ۲۴، سورۃ البقرہ) اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر نہ لا سکو اور ہرگز نہ لا سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (آیت ۸۸، سورۃ بنی اسرائیل) تم کہو کہ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

عہد نزول قرآن سے اب تک یہ چیلنج لاجواب ہے اور قیامت تک لاجواب رہے گا۔ بعض منکرین ومعاندین نے جواب دینے اور قرآن جیسا کچھ کلام بنانے کی کوشش ضرور کی مگر وہ اس میں بری طرح ناکام رہے۔ کچھ جھوٹے مدعیانِ نبوت نے مسجع ومقفیٰ عبارتیں بنا کر معارضہ کرنا چاہا تو انہیں اس دور کے اہل علم وادب میں سے کسی نے بھی قابل اعتناء نہ سمجھا۔ انہیں سر پھرے کذابوں میں خطۂ یمامہ کے بنو حنیفہ کا ایک مدعی نبوت مسیلمہ بن حبیب نجدی ہے جو مسیلمۂ کذاب کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے ۱۰ھ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لکھ کر شریک نبوت ہونے کی ایسی جسارت کی جو قابل عمل وقابلِ قبول تو کیا قابل سماعت بھی نہیں ہے۔

اما بعد! فانی شورکت فی الارض معك وانّ لنا نصف الارض

ولقريشٍ نصفها۔ لكن قريشاً قوم يعتدون۔

مسیلمۂ کذاب کا دعویٰ تھا کہ رحمٰن نام کا ایک فرشتہ وحی لے کر اس کے پاس آتا ہے۔ جو رحمٰن نہیں بلکہ دراصل اس کا شیطان تھا جس نے اسے مبتلائے فریب وگمراہی کر رکھا تھا۔ تاریخ میں اس کے کچھ کلمات کہیں کہیں مل جاتے ہیں جن کے بارے میں اس کا دعویٰ تھا کہ اس کے قرآن کی آیات ہیں۔ مثلاً

"والمبذرات زرعاً، والحاصدات حصداً، والذاريات قمحا، والطاحنات طحنا، والعاجنات عجنا، والخابزات خبزا، والثاردات ثردا، والّاقمات لقما، اهالةً وسمناً، لقد فضلتم علىٰ اهل الوبر، وما سبقكم اهل المدر، ريفكم فامنعوه، والمعتر آووه، والباغى فناولؤه"۔

"انا اعطيناك الجماهر، فصلّ لربك وجاهر، ولا تطع كل ساحر"۔

"والشاء والوانها، واعجبها السود والبانها، والشاة السوداء، واللبن الابيض، انه لعجب محض، وقد حرم المذق، فما لكم لا تمجعون"

"الفيل ماالفيل، وما ادراك ما الفيل، لهٗ ذنب وبيل، وخرطوم طويل"

"يا ضفدع يا بنت ضفد عين، نقىَ ما تنقين، نصفك فى الماء ونصفك فى الطين، لا الماء تكدرين، ولا الشارب تمنعين"

کلماتِ مذکورہ کو اہل علم واہل زبان نے کبھی اس لائق بھی نہیں سمجھا کہ ان پر کچھ تبصرہ کر کے اپنا وقت ضائع کریں۔ انہیں ہفوات یا شاعرانہ زبان میں تک بندی کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

ایک عبرت انگیز واقعہ ولید بن مغیرہ کا ہے جو قرآنی آیات سن کر ان سے کافی متاثر ہوگیا تھا مگر قریش کی نکتہ چینی سے اس وقت خائف ہوگیا جب کفار قریش نے یہ کہنا شروع کیا کہ ولید بن مغیرہ اپنے آبائی مذہب سے انحراف کر رہا ہے۔ اس کے پاس قبیلۂ قریش کا ایک وفد ابوجہل کی سرکردگی میں پہنچا اور اس نے ولید کی نسبی حمیت اور مال وثروت کی دہائی دی اس کی غیرت کو للکارا اور کہا کہ تم کوئی ایسی بات کہو جس سے قوم یہ سمجھ لے کہ تم قرآن کو پسند نہیں کرتے ہو۔ ولید نے اس وفد سے کہا کہ میں کہوں تو کیا کہوں؟

واللہ تم میں کا کوئی شخص شعر وشاعری کو مجھ سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے۔ رجز وقصیدہ واشعارِ جن کا مجھ سے زیادہ کوئی واقف نہیں ہے۔ واللہ! یہ کلام ان میں سے کسی سے مشابہ نہیں ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کلام سناتے ہیں اس میں حلاوت اور تازگی وشادابی ہے۔ اس کا اوپری حصہ ثمردار اور نیچے کا حصہ ہرا بھرا پھیلا ہوا ہے۔ وہ غالب ہوگا اور اس پر کوئی غلبہ نہ پاسکے گا۔ وہ سب کو توڑ کر رکھ دے گا۔

ابوجہل نے ولید بن مغیرہ سے کہا کہ تمہاری قوم تمہیں اس طرح نہیں چھوڑے گی۔ تمہیں کچھ نہ کچھ کہنا ہوگا۔ ولید نے کہا اچھا مجھے سوچنے دو۔ پھر سوچ کر اس نے کہا کہ یہ تو ایک جادو ہے جو پھیلتا جا رہا ہے۔ کیا اسے دیکھتے نہیں کہ وہ آدمی اور اس کے اہل خانہ اور اس کے موالی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر وحاکم وغیرہ)

قرآن حکیم نے اسی واقعہ کا سورۂ مدثر میں اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْداً وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَا لًا مَّمْدُوْداً وَّ بَنِیْنَ شُهُوْداً وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْداً۔ ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ۔ كَلَّا اِنَّهٗ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْداً۔ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْداً۔ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ، ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ، ثُمَّ نَظَرَ۔ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ، ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ۔ فَقَالَ اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ۔ اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ۔ (آیت ۱۱ تا ۲۶ سورۃ المدثر)

اسے مجھ پر چھوڑ دو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔ اور اسے وسیع مال دیا۔ اور بیٹے جو (اس کے) سامنے حاضر رہتے ہیں۔ اور میں نے اس کے لئے بہت کچھ ہموار کیا۔ پھر یہ طمع کرتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں، ہرگز نہیں وہ تو میری آیات سے عناد رکھتا ہے۔ قریب ہے کہ میں اسے آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھاؤں۔ اس نے بیشک کچھ سوچا پھر دل میں کچھ بات ٹھہرائی، تو اس پر لعنت ہے اس نے کیسی بات ٹھہرائی ہے۔ پھر اس پر لعنت ہے اس نے کیسی بات ٹھہرائی۔ اس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑا۔ پھر پلٹ کر اس نے کبر ونخوت سے کہا۔ یہ تو وہی جادو ہے جو اگلوں سے سیکھا ہے۔ یہ تو آدمی ہی کا کلام ہے۔ کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے جہنم میں دھنسا دوں گا۔

دوسری طرف حضرت عمر بن خطاب ہیں جو اسلام لانے سے پہلے پیغمبر اسلام صلی

اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کے سخت منکر و مخالف بلکہ دشمن تھے مگر ایک روایتِ ابن اسحاق کے مطابق خانۂ کعبہ کے قریب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے چند آیاتِ قرآن سن کر یہ حال ہو گیا کہ فَلَمَّا سمعتُ القرآنَ رقَّ لهٗ قلبی فبکیت ودخلنی الاسلام (سیرۃ ابن ہشام) جب میں نے قرآن سنا تو میرا دل نرم پڑ گیا اور میرے اندر اسلام نے اپنی جگہ بنالی۔ اور دوسری روایتِ ابن اسحاق کے مطابق اپنی بہن فاطمہ بنت خطاب اور بہنوئی سعید بن زید بن عمرو کے گھر سورۂ طٰہٰ کی چند آیات سے اتنے متاثر ہوئے کہ بول اٹھے ما احسن ھذا الکلام واکرمهٗ اور پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

نزولِ قرآن سے اعجازِ قرآن تک، فاتحۃُ القرآن سے خاتمۃُ القرآن تک، تلاوتِ قرآن سے فہمِ قرآن تک، مقصودِ قرآن ہے بنی نوع انسان کی نصیحت و موعظت و رحمت و ہدایت و بصیرت اور امتیازِ حق و باطل کرتے ہوئے اسے صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنا۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ (آیت ۴۱، سورۃ الزمر) بیشک ہم نے یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کے لئے حق کے ساتھ اتاری ہے تو جس نے راہ پائی وہ اس کے اپنے لئے ہے۔

ھٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ (آیت ۱۳۸، سورہ آل عمران) یہ لوگوں کو بتانے اور راہ دکھانے اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (آیت ۲، ۳، سورۃ البقرہ) وہ بلند رتبہ کتاب جس میں شک کی کوئی جگہ نہیں اس میں ڈر والوں کے لئے ہدایت ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (آیت ۸۹، سورۃ النحل) اور ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت و بشارت ہے۔

قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (آیت ۵۷، سورہ یونس) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کے لئے شفاء اور اہل ایمان کے لئے ہدایت و رحمت۔

فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (آیت ۵۲، سورۃ الاعراف) ہم نے اس کتاب کو بڑے علم سے مفصل کیا جو اہل ایمان کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔

ھٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (آیت ۲۰، سورۃ الجاثیہ) یہ لوگوں کے لئے آنکھ کھولنا ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (آیت ۹، سورہ بنی اسرائیل) بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (آیت ۸، سورۃ الانفال) کہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دے اگرچہ مجرم برا مانتے رہ جائیں۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (آیت ۸۱، سورہ بنی اسرائیل) اور کہو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (آیت ۳۸ سورۃ البقرہ) پھر جب تمہارے پاس میری جانب سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے کوئی اندیشہ اور غم نہیں ہے۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (آیت ۵۱، سورۃ العنکبوت) اور کیا یہ انہیں کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بیشک اس میں ایمان والوں کے لئے رحمت و نصیحت ہے۔

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (آیت ۱۰۱، سورہ آل عمران) اور جس نے اللہ کا سہارا لیا وہ ضرور سیدھی راہ دکھایا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (آیت ۱۵، سورہ آل عمران۔ آیت ۳۶، سورہ مریم۔ وَاِنَّ اللّٰهَ ۔ آیت ۶۴، سورۃ الزخرف ۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ)

بیشک میرا تمہارا سب کا رب اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اس لئے اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

اعجازِ قرآن حکیم کا ایک پہلو جس کا ذکر کیا جا چکا ہے اس کا فیضان یہ بھی ہے کہ ہر دور میں اسے محفوظ رکھنے کے لئے اہل ایمان کے سینے کشادہ کر دیئے گئے ہیں اور ہزاروں لاکھوں حفاظِ قرآن نے اس کا ایک ایک حرف یاد کر کے اور دل و دماغ میں اسے رچا بسا کر تحفظِ قرآن کا مادی و روحانی تسلسل بھی آج تک برقرار رکھا ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ باقی اور قائم و دائم رہے گا۔ ان شاءاللہ

یورپ کے بڑے بڑے پادریوں کو جمع کر کے ایک بار شہنشاہ انگلینڈ رچرڈ نے صلیبی جنگوں سے چند سال پہلے کہا تھا کہ۔

''اے کلیسا کے محافظو! آج سے چار سال پہلے آپ کے سامنے یہ تجویز طے پائی تھی کہ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ قرآن کے جتنے نسخے عالم اسلام میں مل سکیں ان سب کو خرید کر جلا دیا جائے۔ اس طرح نہ مسلمانوں کی دینی کتاب باقی بچے گی نہ ہی ان کا دین اپنا وجود باقی رکھ پائے گا۔

ہمارے آدمیوں نے اس تجویز کو عملی شکل دیتے ہوئے ترکی و مصر میں ہزاروں قرآنی نسخے خریدے اور ان کو جلایا لیکن اس تجربہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ اس کا کچھ بگڑنے والا نہیں ہے۔ کیوں کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ جسے حافظ کہا جاتا ہے وہ پورا قرآن حفظ کئے ہوئے ہوتا ہے۔ ان حفاظِ قرآن کے ذریعہ کاتب نئے نسخے کہیں بھی اور کسی بھی وقت تیار کر لیتے ہیں''۔

قرآن و اعجازِ قرآن کا اپنے شاعرانہ اسلوب میں بڑا اچھا تعارف کرایا ہے اور بڑی اچھی اور سچی ترجمانی کی ہے شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال نے کہ۔

آں کتابِ زندہ، قرآنِ حکیم
حکمتِ اولا یزال ست وقدیم

حرفِ اوراریب نے تبدیل نے
آیہ اَش شرمندۂ تاویل نے

نوعِ انساں را پیامِ آخریں
حاملِ او رحمۃ للعالمیں

جہاد وقتال! قرآن وحدیث کی روشنی میں

جہاد اسلام کا ایک بنیادی فریضہ ہے اور قرآن وحدیث میں جابجا اس کی ترغیب وتاکید وارد ہے۔ خود پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام کے ساتھ ایک درجن سے زیادہ غزوات میں شرکت فرما کر عملی طور پر جہاد میں حصہ لیا ہے اور اس کی فضیلت وعظمت اور اہمیت وافادیت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔

جہد وجہاد ومجاہدہ کا لغوی معنی کوشش ومحنت ہے۔ ضبطِ نفس، دعوتِ حق اور عسکری اقدام ودفاع بھی جہاد ومجاہدہ کے مفہوم میں شامل ہے۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ الجهاد والمجاهدة استفراغ الوسع في مدافعةِ العدو (المفردات) جہاد اور مجاہدہ کا معنی ہے دشمن کے دفاع میں پوری کوشش کرنا۔ اور میر سید شریف جرجانی نے جہاد کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ هو الدعاء الى الدين الحق۔ دینِ حق کی دعوت کا نام جہاد ہے۔ مجموعی طور پر اس جہاد کی تین قسمیں ہیں۔ وهو ثلثة اضرب مجاهدة العدو والشيطنِ والنفسِ (تاج العروس) دشمن اور شیطان اور اپنے نفس سے لڑتے رہنے کو جہاد کہا جاتا ہے۔

جہاد کا ایک عام مفہوم ہے جو ہر طرح کی جدوجہد کو شامل ہے اور ایک خاص مفہوم بھی ہے، جس کے اندر طاقت وقوت کے استعمال کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ اس خاص مفہوم کی تعیین ووضاحت لفظِ قتال سے ہو جاتی ہے۔ جہاد کے اس عام اور خاص مفہوم کی تائید کتب لغت اور قرآن وحدیث ہر ایک سے مکمل طور پر ہوتی ہے۔

قرآن حکیم کے اندر یہ صاف وصریح حکم موجود ہے۔ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (سورۃ الحج آیت ۷۸) اور اللہ کی راہ میں خوب کوشش کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (سورۃ الروم، آیت ۶۹) اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی انہیں ہم ضرور اپنے راستے دکھادیں گے۔ اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (سورۃ العنکبوت، آیت ۶) اور جو (اللہ کی راہ میں) کوشش کرے تو وہ اپنے ہی لئے کوشش کرتا ہے۔ بیشک اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی ایک روایت شعب الایمان للبیہقی میں اس طرح ہے۔ والمجاهد من جاهد نفسه فی طاعة الله والمهاجر من هجر الخطايا والذنوب (مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی کتاب الایمان) اور مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔ اور مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو چھوڑ دے۔

جان اور مال کے ساتھ جہاد کا ذکر قرآن حکیم کی متعدد آیات میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ مثلاً

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (سورۃ التوبہ، آیت ۲۰) وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ان کا درجہ اللہ کے یہاں بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (سورۃ الحجرات، آیت ۱۵) مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر کچھ شک نہ کیا۔ اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورۃ الصف، آیت ۱۰-۱۱) اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت نہ بتا دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے۔ ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم اسے جانو۔

جب کفار مکہ نے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کی انتہاء کر دی اور انہیں ہجرت مدینہ پر مجبور ہونا پڑا پھر وہاں بھی ان کی زندگی اجیرن کی جانے لگی تو اللہ رب العزت نے امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام پر جہاد فرض قرار دیا۔ چنانچہ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ نِ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (سورۃ الحج، آیت ۳۹-۴۰)

اجازت دی گئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں۔ یہ (اجازت) اس لئے ہے کہ وہ (اہل ایمان) مظلوم ہیں۔ اور بیشک اللہ ان کی مدد پر ضرور قادر ہے۔ وہ اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اس بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اللہ اگر آدمیوں میں سے ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھا دی جاتیں خانقاہیں اور گرجا اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔ اور بیشک اللہ ضرور نصرت و اعانت فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ قوت والا غلبہ و اقتدار والا ہے۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (سورۃ التوبہ، آیت ۳۶) اور جس طرح مشرک تم سے لڑتے ہیں ویسے ہی تم بھی ان سے جہاد کرو اور جان رکھو کہ بیشک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ (سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۹، ۱۹۰) اور اللہ کی راہ میں ان سے جہاد کرو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو، بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور ان لڑنے والوں کو جہاں پاؤ مارو اور انہیں نکال دو ان جگہوں سے جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا۔

کفار ومشرکین ویہود و نصاریٰ کی ایذا رسانی اور مسلمانوں کے قتل وجلا وطنی کی سازش وکوشش اس لئے ہوئی کہ انہیں ان کے دین سے برگشتہ کردیا جائے اور طرح طرح کے فتنوں میں مبتلا کرکے ان کے حوصلوں کو توڑ دیا جائے۔ اسی نکتہ کی نشان دہی کرتے ہوئے قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا۔ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (سورۃ البقرہ، آیت ۲۱۷) اور ہمیشہ تم (اہل ایمان) سے لڑتے رہیں گے کہ ہو سکے تو وہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں۔ اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین اسلام سے پھرے تو دنیا وآخرت میں اس کے سارے اعمال ضائع چلے جائیں گے۔

جب کہ جہاد اسلامی کا مقصد غلبۂ دینِ حق وازالۂ شرک وکفر اور استیصال فتنہ ودفعِ شر ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد گرامی ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ (سورۃ الانفال، آیت ۳۹) اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز رہیں تو اللہ ان کے اعمال دیکھ رہا ہے۔

اور پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوتِ توحید ورسالت کو اصل مقصودِ جہاد قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حتیٰ یشهدوا اَنْ لا اله اِلا اللّٰه وَاَن محمداً رسول اللّٰه ویقیموا الصلوٰة ویؤتوا الزکوٰة۔ فَاِذَا فعلوا ذلك عصموا منی دماء هم واموالهم اِلا بحقِ الاسلام وحسابهم علی اللّٰه (صحیح بخاری بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کریں اور

زکوٰۃ دیں۔ جب وہ ایسا کرلیں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جان و مال کو محفوظ کرلیا مگر اسلام کے حق کے لئے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

جہاد اللہ کے نزدیک بندۂ مومن کا پسندیدہ عمل ہے اور سفر جہاد میں اس کا ہر قدم نیکیوں کی راہ پر ہے۔ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر پیچھے رہ جانے والے چند اصحاب کو تنبیہ اور پھر انہیں ترغیب دیتے ہوئے قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۰)

اہل مدینہ اور ان کے گرد دیہات میں رہنے والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ ان کے لائق یہ تھا کہ رسول کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں۔ یہ اس لئے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو سخت غصہ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں ان سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ سألت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اَیُّ العمل افضل قال الصلوٰة علیٰ میقاتها قلت ثم ایٌّ قال ثم بِرُّ الوالدین قلت ثم ایٌّ قال الجهاد فی سبیل اللّٰه (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اپنے صحیح وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے پوچھا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایّ الاعمال افضل وایُّ الاعمال الخیر قال الایمان باللّٰہ ورسولہ۔ قیل ثم ایّ شئ، قال الجهاد سنام العمل۔ قیل ثم ای شئ یا رسول اللّٰہ! قال ثم حج مبرور (جامع ترمذی ابواب فضائل الجہاد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل اور بہتر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کہا گیا کہ پھر کون سا عمل؟ آپ نے ارشاد فرمایا! جہاد عمل کی بلند چوٹی ہے۔ پوچھا گیا پھر کون سا عمل؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حج مبرور۔

مجاہد کو اللہ کی جانب سے جو رزق ورحمت ومغفرت ونعمت حاصل ہوتی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سبيلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كريم (سورۃ الانفال، آیت ۷۴)

اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جنگ کی اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے لئے مغفرت ہے اور عزت کا رزق۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزقاً حَسَناً (سورۃ الحج، آیت ۵۸) اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر شہید کئے گئے یا مر گئے تو انہیں اللہ ضرور اچھا رزق عطا فرمائے گا۔

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِيْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَاباً مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (سورۃ آل عمران، آیت ۱۹۵)

تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور جنگ کی اور شہید کئے گئے ان سب کے گناہ میں ضرور بخش دوں گا اور انہیں ضرور داخل کروں گا ایسے باغوں (جنت) میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ اللہ کے پاس کا

یہ ثواب ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (سورۃ آل عمران، آیت ۱۵۷) اور اگر اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی رحمت ومغفرت ان کی ساری جمع کردہ چیزوں سے بہتر ہے۔

فَلْيُقَاتِلْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ۔ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْراً عَظِيْماً (سورۃ النساء، آیت ۷۴) تو انہیں اللہ کی راہ میں جنگ لڑنی چاہئے جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت لیتے ہیں۔ اور جو اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو یا غالب آ جائے تو عنقریب اسے ہم اجر عظیم سے نوازیں گے۔

مجاہد ومقاتل فی سبیل اللہ کے بارے میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ یا رسول اللہ! ایُّ الناس افضل۔ سب سے بہتر آدمی کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ مومن یجاهد فی سبیل اللّٰہ بنفسہ ومالہ۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد) وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان ومال کے ساتھ جہاد کرے۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول مثل المجاهد فی سبیل اللّٰہ واللّٰہ اعلم بمن یجاهد فی سبیلہ کمثل الصائم القائم وتوکل اللّٰہ للمجاهد فی سبیلہ بأنْ یتوفاه ان یُدخلهٗ الجنة او یرجعه سالماً مع اجر وغنیمة (صحیح بخاری)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال۔ اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کون جہاد کر رہا ہے۔ ایسی ہے جیسے کوئی ہمیشہ دن میں روزے رکھے رات میں عبادت کرے۔ اور اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کا ذمہ لے رکھا ہے کہ اگر وہ شہید ہوا تو جنت میں جائے گا اور غازی بن کر واپس آیا تو اجر وثواب اور غنیمت کے ساتھ لوٹے گا۔

شہداء اسلام کے بارے میں قرآن حکیم یہ بشارت وہدایت دیتا ہے کہ۔

وَلا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَ لٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۴) اور جو اللہ کی راہ میں شہید کئے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تمہیں شعور نہیں۔

وَلا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا آتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۹، ۱۷۰)

اور جو اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ خوش ہیں وہ اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے۔ اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو اُن سے ابھی ملے نہیں ہیں کہ ان کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کسی طرح کا انہیں غم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شہید جنت سے دوبارہ دنیا میں آکر جہاد و شہادت کی تمنا کرے گا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

ما احدٌ يدخل الجنة يُحب ان يرجع الى الدنيا ولهٗ ما على الارض من شئ اِلّا الشهيد يتمنىٰ ان يرجع الى الدنيا فيُقتل عشر مرات. لما يرى من الكرامة۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد)

ایسا کوئی شخص نہیں کہ جنت میں داخل ہو کر پھر دنیا میں واپسی کی خواہش کرے خواہ اسے دنیا کی ساری آسائش دے دی جائے۔ سوائے شہید کے جس کی تمنا ہوگی کہ دنیا میں آئے اور دس مرتبہ شہادت کا درجہ پائے۔ اس کی یہ تمنا اس لئے ہوگی کہ اسے اپنی کرامت و شرف کا مشاہدہ ہو جائے گا۔

جہاد کی ضرورت پیش آئے تو اس کی بھرپور تیاری رکھنے اور اس کے اخراجات وغیرہ میں حصہ لینے پر اجر و ثواب کی بشارت دیتے ہوئے قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے۔

واعدوا لهُم مَا استَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهٖ

عَدُوَّ اللّٰهِ وَآخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ. اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ. وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (سورۃ الانفال آیت ۶۰)

اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں کو مرعوب کرو جو اللہ کے اور تمہارے دشمن ہیں۔ اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے اس کی پوری جزا تمہیں ملے گی اور کسی طرح کے گھاٹے میں نہ رہو گے۔

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (سورۃ الحدید، آیت ۱۰)

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور ان سب سے اللہ وعدۂ جنت فرما چکا ہے۔

ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

افضل دينارٍ يُنفقهُ الرجل دينارٌ يُنفقهُ على عيالهٖ ودينار يُنفقه علىٰ فرسٍ في سبيل اللّٰهِ ودينار يُنفقهُ الرجل علىٰ اصحابهٖ في سبيل الله (سنن ابن ماجہ، ابواب الجہاد)

آدمی جو دینار خرچ کرتا ہے ان میں سب سے بہتر دینار وہ ہے جو وہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اور وہ ہے جسے وہ اللہ کی راہ میں گھوڑے پر خرچ کرے اور وہ ہے جسے اللہ کی راہ میں جانے والوں پر خرچ کرے۔

علی بن ابی طالب وابو الدرداء وابو ہریرہ وابو امامہ باھلی وعبد اللہ بن عمر و جابر بن عبد اللہ وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ ارسل بنفقةٍ في سبيل الله واقام في بيته فلهٗ بكل درهم سبع مائة درهم۔ ومَن غزا بنفسهٖ في سبيل الله وانفق في وجهِ ذٰلك

فلہٗ بکل درھم سبع مأۃ الف درھم (سنن ابن ماجہ)

جو شخص اللہ کی راہ میں مال بھیجے اور خود گھر بیٹھا رہے تو اس کے لئے ہر درھم کے بدلے سات سو درھم کا ثواب ہے۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں خود جہاد وقتال کرے اور اس میں خرچ بھی کرے تو اس کے لئے ایک درہم کے بدلے سات لاکھ درہم کا ثواب ہے۔

زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من جَهَّزَ غازياً فی سبیل اللّٰه فقد غزاومَن خلف غازياً فی سبیل اللّٰه بخيرٍ فقد غزا (صحیح بخاری وجامع ترمذی)

جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لئے سامان واسباب فراہم کیا اس نے گویا خود جہاد کیا اور جس نے مجاہدین کے گھربار کی نیک نیتی کے ساتھ خبر گیری کی گویا اس نے خود جہاد کیا۔

صدق دلی سے آرزوئے شہادت کا بھی یہ انعام ہے کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ مَنْ سأل اللّٰه الشهادة بصدقٍ مِن قلبه بلَّغهُ اللّٰه منازل الشهداء وإن مات علیٰ فراشه (سنن ابن ماجہ باب فضل الشہادۃ)

جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے صدق دلی کے ساتھ شہادت کی خواہش ودعاء کی وہ بستر پر مرے جب بھی اسے اللہ تعالیٰ منازلِ شہداء سے سرفراز فرمائے گا۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں یہ فرمایا ہے کہ واعلموا انّ الجنة تحت ظلال السيوف (صحیح بخاری بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) بیشک جنت تلواروں کے سایے میں ہے۔

وہیں خود اپنے بارے میں بھی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ۔ والذی نفسی بیده لَوَدِدْتُ انّی اُقتل فی سبیل اللّٰه ثم اُحیا ثم اُقتل ثم اُحیا ثم اُقتل ثم اُحیا ثم اقتل (صحیح بخاری بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میری یہی تمنا

ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔

یہی جذبہ آپ کے صحابۂ کرام کے اندر بھی تھا۔ جس کا پہلا اظہار غزوۂ بدر کے موقع پر ہوا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے مقداد بن اسود کی زبان سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ میرے منہ سے نکلتی تو وہ مجھے ہر چیز سے پیاری ہوتی۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ اس وقت مسلمانوں کو مشرکین سے لڑنے کی دعوت دے رہے تھے۔ مقداد بن اسود نے اس موقعہ پر عرض کی۔

لا نقول کما قال قومُ موسیٰ "اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا" ولکنا نقاتل عن یمینك وعن شمالك وبین یدیك وخلفك (صحیح بخاری)

ہم وہ نہیں کہیں گے جو قوم موسیٰ نے کہا تھا کہ "آپ اور آپ کے رب جاکے لڑیں" ہم تو آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف سے لڑیں گے۔

فرأیتَ النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم اشرق وجهه وسرّه (صحیح بخاری) میں (عبداللہ بن مسعود) نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خوشی سے چمکنے لگا۔

اسی جذبۂ جہاد وشہادت اور عملی حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے۔

لٰکِنِ الرسُوْلُ والّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُوْلٰٓئِكَ لَهُمُ الْخیراتُ واُولٰٓئك هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃ التوبہ، آیت ۸۸)

لیکن رسول اور جو اُن کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کیا۔ اور انہیں کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی فلاح ومراد کو پہنچے۔

یہی بات اللہ کو پسند ہے اور اخلاصِ قلب ونظم وضبط وصف بندی کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرنے والے مجاہدین ہی اس کی بارگاہ کے محبوب ومقبول بندے بھی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الّذین یُقاتلُون فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا کَاَنَّهُم بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (سورۃ الصّف، آیت ۴) بیشک اللہ محبوب رکھتا ہے انہیں جو اس کی

راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر جنگ کرتے ہیں گویا وہ رانگا پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

اور اس جہاد میں اہل ایمان کے لئے ہر طرح کی بھلائی ہے۔ چنانچہ اس کا حکم ہے کہ اِنْفِرُوْا خِفَافاً وَّ ثِقَالاً وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورۃ التوبہ، آیت ۴۱)

کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

صبر و ثبات قدمی اور تحفظِ ثغور و حدود کی ہدایت دیتے ہوئے قرآن حکیم فرماتا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْ وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ آل عمران، آیت ۲۰۰) اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو۔ اور سرحد پر اسلامی ملک کی حفاظت کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ تمہیں کامیابی ملے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لا تتمنوا لقاءَ العدو فاذا لقيتموهم فاصبروا (صحیح بخاری) دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو۔ اور جب مڈبھیڑ ہو جائے تو پھر صبر و ثبات قدمی سے کام لو۔

اھل ایمان اور اہل کفر کی جنگ کا بنیادی فرق بھی قرآن حکیم نے واضح کر دیا ہے کہ کون کس کی راہ میں جنگ کر رہا ہے۔ کون مظلوموں کے لئے لڑ رہا ہے اور کون ظالم ہے۔ کس کی جنگ جارحانہ ہے اور کس کی جنگ دفاعی ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْراً۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفاً۔ (سورۃ النساء آیت ۷۵، ۷۶)

اور تم کیوں نہیں جہاد کرتے اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے

واسطے جو یہ دعاء کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس آبادی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔ اہل ایمان اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور اہل کفر شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں۔ تو شیطان کے حامیوں سے جہاد کرو۔ بیشک شیطان کا داؤ کمزور ہے۔

حرب و ضرب سے بچنے اور صلح و معاھدہ کر لینے کے حالات پیدا ہونے لگیں تو قرآن حکیم اہل ایمان کو حکم دیتا ہے کہ

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (سورہ الانفال، آیت ۶۱) اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔

فَاِنِ اعْتَزَلُوْا فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلاً۔ (سورۃ النسآء۔ آیت ۹۰) پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور تمہیں صلح کا پیغام دیں تو اللہ نے تمہیں ان کے خلاف کوئی راہ نہ رکھی۔

ارتداد و عہد شکنی اور عدوان و طغیان کرنے والے کفار و مشرکین کے بارے میں قرآن حکیم کا صاف و صریح ارشاد یہ ہے کہ ان کی سرتابی و سرکشی کی انہیں سخت سزا دی جائے اور اہل ایمان کی بھی ایسے مراحل میں اچھی طرح آزمائش ہو جائے۔

وَاِنْ نَكَثُوْا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَا اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ۔ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْماً نَّكَثُوْا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُ وْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ۔ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (سورۃ التوبہ، آیت ۱۲، تا ۱۶)

اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو کفر کے سرغنوں سے جہاد کرو اس امید پر کہ شاید وہ باز آ جائیں۔ کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا اور پہل ان کی طرف سے ہی ہوئی۔ کیا ان سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ ہی اس کا حق رکھتا ہے کہ اس سے تم ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا دل ٹھنڈا کرے گا۔ اور ان ایمان والوں کے دلوں کی گھٹن دور فرمادے گا اور اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! کیا تم اس گمان میں ہو کہ یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور اللہ نے ابھی پہچان نہ کرائی ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ ورسول واہل ایمان کے سوا کسی کو اپنا محرمِ راز نہ بنائیں گے۔ اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

اسلامی جہاد وقتال کے وقت بھی اخلاصِ نیت اسی طرح ضروری ہے جس طرح دیگر مواقع پر اس کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ آنسو کے قطرہ سے خون کے قطرہ تک ہر مرحلہ میں دل کا اخلاص ہی دیکھا اور پرکھا جاتا ہے اور اسی کی اصل قیمت بھی ہے۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لیس شئ احب الی اللہِ من قطرتین قطرة دموعٍ من خشیة اللہ وقطرة دمٍ یُھراق فی سبیل اللہ۔ (جامع ترمذی) اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے بہا ہو اور دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہایا جائے۔

صدق واخلاص کے ساتھ مومن کا جو قطرۂ خوں اس کے جسم سے باہر نکلتا ہے وہ اس کے لئے جنت کی ضمانت بھی ہے۔ جس کا اظہار واعلان قرآن حکیم فرما چکا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْداً عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ

بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (سورہ التوبہ، آیت ۱۱۱)

بیشک اللہ نے مومنوں سے ان کی جان و مال کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں۔ اس کے ذمۂ کرم پر سچا وعدہ توریت وانجیل وقرآن میں ہے۔ اور اللہ سے زیادہ اپنے قول کو پورا کرنے والا کون ہے؟ تو اپنے سودا کی خوشیاں مناؤ جو تم نے اس سے کیا ہے۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

مجاہدین کے درمیان یا بعض کے اندر بھی قلت وکثرت اور قوت وطاقت وغیرہ کے تعلق سے کچھ کمزوری اور اخلاص میں کمی یا اس کا فقدان ہو جائے تو اکثر مجاہدین اسکے اثرات ونتائج سے متاثر ہونے لگتے ہیں اور بالآخر اس کی زد میں بھی آ جاتے ہیں۔ جس کی آگہی ونشاندہی مندرجہ ذیل آیات کریمہ سے ہوتی ہے۔

لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَةٍ وَّ یَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْکُمْ شَیْئًا وَّضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ۔ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْداً لَّمْ تَرَوْھَا وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ (سورۃ التوبہ، آیت ۲۶،۲۵)

بیشک اللہ نے بہت سے مقامات پر تمہاری مدد کی ہے۔ اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنی طرف سے تسکین کا سامان کیا اپنے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے لئے اور اس نے ایسے لشکر اتارے جنہیں تم نے نہ دیکھا اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔

جہاد کی اصل روح یہ ہے کہ کلمۂ حق کی سربلندی کی نیت سے مجاہد میدان جنگ میں آئے۔ چنانچہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضرِ بارگاہِ نبوت ہو کر عرض کیا۔ کوئی مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے کوئی اپنی شہرت وناموری کے لئے کوئی اپنی شجاعت وبہادری دکھانے کے لئے لڑتا ہے تو ان میں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا کون ہوا؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ قَاتَلَ لِتکون کلمة اللّٰه هی العلیا فهو فی سبیل الله (صحیح بخاری وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ) جو شخص کلمۂ حق کی سربلندی کے لئے لڑتا ہے وہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔

جہاد اور اس کے علاوہ دیگر معاملات ومسائل میں انصاف واعتدال کا قرآن نے حکم دیا ہے اور جگہ جگہ اس نے واضح کیا ہے کہ ظالموں کو، حد سے تجاوز کرنے والوں کو، دوسروں کا حق غصب کرنے والوں کو، اور زمین میں فساد برپا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا ہے۔ اور کوئی جرم جس نوعیت کا ہے اسی کے بقدر اس جرم کا ارتکاب کرنے والے کو سزا بھی دی جانی چاہئے۔ اور راہِ عدل واعتدال سے انحراف نہیں کرنا چاہئے۔

فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ (سورۃ البقرہ، آیت ۱۹۴) اور تم پر جو زیادتی کرے اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ۔ (سورۃ النحل، آیت ۱۲۶) اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف دی گئی ہے۔ اور اگر صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے صبر سب سے بہتر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ کفار ومشرکین سے تم خود جہاد کرو اور مسلمانوں کو بھی جہاد پر آمادہ وکمربستہ رکھو اگرچہ یہ فریضۂ جہاد ایک بڑا صبر آزما اور خطروں بھرا مشکل ترین امتحان ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (سورۃ التوبہ، آیت ۷۳، سورۃ التحریم، آیت ۹) اے نبی! کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ (سورۃ الانفال، آیت ۶۵) اے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ کُرْهٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ

خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ البقرہ۔ آیت ۲۱۶)

اللہ کی راہ میں جہاد وقتال تم پر فرض ہوا اور وہ تم پر گراں اور ناگوار ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور تمہارے حق میں بہتر ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی بات تمہیں اچھی لگے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوْا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَةً (سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۳) اے ایمان والو! جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہئے کہ وہ تمہارے اندر سختی پائیں۔

اسلام مخالف طاقتیں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ہمیشہ ظاہری وباطنی طور پر برسرِ پیکار رہی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی اور ان سے مقابلہ ودفاع کی مہم بھی اہل ایمان کی طرف سے جاری ہے اور تا قیام قیامت یہ سلسلہ دراز رہے گا۔ مندرجہ ذیل آیات واحادیث سے اس حقیقت کا اچھی طرح اظہار ہوجاتا ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا (سورۃ الاعراف۔ آیت ۸۸) اس کی قوم کے متکبر سردار بولے کہ اے شعیب! ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے اہل ایمان کو اپنی آبادی سے نکال باہر کردیں گے یا یہ کہ تم ہمارے دین پر آجاؤ۔

وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ۔ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی (سورۃ البقرہ۔ آیت ۱۲۰)

اور ہرگز تم سے یہود ونصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔ تم کہو کہ اللہ کی ہدایت ہی صحیح ہدایت ہے۔

وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (سورۃ البقرہ، آیت ۲۱۷)

اور(کفار ومشرکین) ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہارے دین سے تمہیں پھیر دیں اگر ان سے بن پڑے۔ اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین (اسلام) سے مرتد ہو جائے پھر کافر ہو کر مرے تو ان کے اعمال ضائع ہیں دنیا اور آخرت میں۔ اور وہ دوزخ والے ہیں جس میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔

پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

لا تزال طائفة من امتي يقاتلون علىٰ الحق (ابوداؤد، مشکوٰۃ) میری امت کا ایک گروہ حق کے لئے ہمیشہ جہاد کرتا رہے گا۔

يقاتل عليه عصابة من المسلمين حتى تقوم الساعة (صحیح مسلم) مسلمانوں کا ایک گروہ دین حق کے لئے قیامت تک جہاد کرتا رہے گا۔

یہ جہاد کبھی فرض عین ہوتا ہے کبھی فرض کفایہ ہوتا ہے۔ جہاد بالسیف کی شرطیں جب پائی جائیں گی تبھی مسلمانوں پر جہاد واجب ہوگا۔ اس کے لئے بھی امارت اور مکمل تیاری مع اسلحہ وسامان رسد ضروری ہے۔ ساتھ ہی اسلام اور مسلمانوں کا مفاد یقینی ہونا چاہئے یا یہ کہ اس کا ظن غالب ہو۔ ہاں! اگر مسلمانوں پر اچانک یک طرفہ یلغار ہو جائے تو اس کی بات دوسری ہے۔ ورنہ تمام مراحلِ حیات میں اہل ایمان کے لئے اس قرآنی ہدایت واصول کی اتباع کرنے میں ہی ان کی عزت بھی ہے اور سلامتی ونجات بھی ہے کہ اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔ (سورۃ البقرہ، آیت ۱۹۵) اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

جہاد اسلامی کرتے ہوئے مجاہدین کے لئے پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت وتاکید فرمائی ہے کہ عورتوں بچوں کو نہ قتل کیا جائے۔ غدر وبدعہدی نہ کی جائے۔ دشمن کے مقتول جسم کا مُثلہ نہ کیا جائے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَلَا تَغلّوا ولا تَغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليداً (جامع ترمذی) اور مال غنیمت میں چوری نہ کرو نہ خیانت وبدعہدی کرو نہ لاشوں کو کاٹو نہ انہیں روندو نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

اغزوا ولا تغدروا ولا تسرقوا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليداً (سننِ ابن ماجہ) جہاد کرو تو عہد شکنی نہ کرو نہ چوری کرو نہ مُثلہ کرو نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ میں ایک مقتول عورت کو دیکھ کر فرمایا کہ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔ (سننِ ابن ماجہ)

حنظلہ الکاتب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم لوگ ایک جہاد میں گئے۔ راستہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک مقتول عورت کے ارد گرد لوگوں کی بھیڑ جمع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر لوگوں نے آگے بڑھنے کے لئے جگہ چھوڑ دی۔ آپ نے اس مقتول عورت کو دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ تو لڑنے والوں میں نہ تھی۔

ثم قال لرجلٍ انطلق الىٰ خالد بن الوليد فقل لهٗ اِنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمرك يقول لا تقتلنَّ ذُرِّيَّةً وَلا عسيفاً (سننِ ابن ماجہ) پھر ایک آدمی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جا کر خالد بن ولید کو بتلا دو کہ اللہ کے رسول نے حکم دیا ہے کہ عورتوں اور مزدوروں کو ہر گز قتل نہ کرنا۔

فساد وخوں ریزی اور قتل ناحق کو اسلام سخت ناپسند کرتا ہے۔ وہ جہاں اعلانیہ طور پر یہ کہتا ہے کہ۔

اِنَّما جزآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ الله ورسُولهٗ ويسعون فى الارض فَسَاداً اَنْ يُّقَتَّلُوْا۔ الخ (سورۃ المائدہ آیت ۳۳) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کیا جائے۔

وہیں اس کا یہ بھی ارشاد ہے۔ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (سورۃ القصص، آیت ۷۷) اور زمین میں فساد نہ چاہو بیشک اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (سورۃ الانعام، آیت ۱۵۱)

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے باعث نہ مار ڈالو ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیتے ہیں

اور بری باتیں کھلی ہوئی ہوں یا ڈھکی چھپی ان کے قریب نہ جاؤ۔ اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی ہے اس کا ناحق قتل نہ کرو۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ (سورۃ المائدہ، آیت ۳۲)

اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل کے لئے لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر کسی جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیا تو گویا اس نے سارے انسانوں کا قتل کیا۔ اور جس نے ایک جان کو زندگی دی اس نے گویا سارے انسانوں کو زندہ کیا۔

اہل ایمان کسی بھی قوم وقبیلہ اور کسی بھی ملک وخطہ سے کوئی قول وقرار اور عہد وپیمان کرلیں تو اس کی پابندی لازم ہے۔ عہد رسالت وعہد صحابہ وتابعین سے لے کر صدیوں بعد تک کا اسی پر عمل بھی رہا ہے۔ اور اس وقت یا آئندہ بھی اسی کے مطابق عمل ہونا چاہئے۔ گذشتہ بیسویں صدی عیسوی ملکی وقومی وعالمی معاہدات کی صدی ثابت ہوئی ہے۔ مسلم ممالک کے اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقات ومعاہدات کی نوعیت پہلے سے بے حد مختلف ہوچکی ہے۔ علم وفن اور طاقت وقوت کا توازن اس وقت ایشیاء وافریقہ کے ہاتھ سے نکل کر یورپ وامریکہ کے ہاتھ میں جاچکا ہے۔ کسی چھوٹے سے چھوٹے ملک کے تار دور دور تک ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسے حالات میں کوئی عام جنگ ہو یا جہاد اسلامی سب کے سامنے طرح طرح کے سوالات اور طرح طرح کی مشکلات پیدا ہوتی جارہی ہیں اور ہر قوم وملک کو ہزار پانچ سو بلکہ پچیس پچاس سال قبل کی تاریخ کے مقابلہ میں آج کے دور میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑ رہا ہے۔ آج صدی نصف صدی پہلے کی طرح بات بات پر نہ جنگ کی جاسکتی ہے اور نہ مسلم ممالک کی ہر جنگ کو جہاد کہا جاسکتا ہے۔ یہ نکتہ اہلِ فکر وفہم کے لئے غور طلب ہے جس کے اثرات کا دائرہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔

قول وقرار اور عہد وپیمان کی پابندی کا جہاں تک سوال ہے تو قرآن حکیم کا یہ عمومی اور دائمی حکم ہے کہ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (سورۃ المائدہ، آیت ۱) اے

ایمان والو! اپنے قول وقرار پورے کرو۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۴) اور عہد وپیمان پورے کرو بیشک عہد وپیمان کے بارے میں تم سے سوال ہوگا۔

جہاد بالسیف، جہاد باللسان، جہاد بالعلم، جہاد بالقلم، جہاد بالمال اور جہاد بالقلب یہ جہاد کی معروف قسمیں ہیں۔ ان میں سے جو جہاد حسب استطاعت وضرورت کیا جائے اس کی اپنی اہمیت وافادیت اور عند اللہ اس کا اجر وثواب ہے۔ جہاد کے بدلے میں کوئی کام کرنے کی عہد رسالت میں بعض حضرات کو کبھی کبھی جو ہدایات دی گئی ہیں ان کی فضیلت بھی کچھ کم نہیں ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ! نرى الجهاد افضل العمل افلا نجاهد. قال لكنّ افضلُ الجهاد حج مبرور (صحیح بخاری کتاب الجہاد)

جہاد کو ہم دیگر اعمال سے افضل سمجھتے ہیں۔ تو ہم (عورتیں بھی) جہاد کیوں نہ کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا! تم عورتوں کا افضل جہاد حج مبرور ہے۔

معاویہ بن جاھمہ سلمی نے بیان کیا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کے ساتھ میں بھی جہاد میں جانا چاہتا ہوں تاکہ اللہ کی رضا اور آخرت کی بھلائی حاصل کرسکوں۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں میری ماں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور ان کی خدمت کرو۔ میں گھوم کر دوسری طرف سے حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ آپ کے ساتھ شریک جہاد ہونا چاہتا ہوں تاکہ اللہ کی رضا اور آخرت کی بھلائی پاسکوں۔ آپ نے پھر پوچھا کہ کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں میری ماں زندہ ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ جاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ میں اسی طرح پھر آپ کے سامنے آکھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میں آپ کے ساتھ جہاد میں جانا چاہتا ہوں تاکہ رضائے الٰہی اور ثواب آخرت حاصل کرسکوں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری ماں زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپ نے ارشاد فرمایا۔

الزم رجلها فثمَّ الجنة (سنن ابن ماجہ) اپنی ماں کے قدموں سے لگے رہو وہیں تمہاری جنت ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضرِ بارگاہِ نبوت ہوکر جہاد کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا۔ ألَكَ والدان قال نعم قال ففيهما فجاهد (جامع ترمذی) کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! آپ نے حکم دیا کہ جا کر ان دونوں کی خدمت کی پوری کوشش کرو یہی تمہارا جہاد ہے۔

ایک موقعہ پر پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان من اعظم الجهاد كلمة عدلٍ عند سلطانٍ جائرٍ (جامع ترمذی) ظالم حکمراں کے سامنے کلمۂ حق وانصاف کہنا ایک بہت بڑا جہاد ہے۔

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

المجاهدمَن جاهدَ نفسَهٗ (جامع ترمذی) مجاہد تو وہی ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

جہاد و مجاہد کی طرح شہادت اور شہید کی بھی متعدد صورتیں اور مختلف قسمیں ہیں۔

جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بار میں بیمار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میرے گھر والوں میں سے کسی نے کہا ہم تو سمجھتے تھے کہ راہ خدا میں شہادت پا کر مریں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس صورت میں تو میری امت کے شہداء کی تعداد کم ہوجائے گی۔ جہاد فی سبیل اللہ میں قتل ہونا شہادت ہے۔ اور طاعون کی بیماری میں مرنا بھی شہادت ہے۔ زچگی کی حالت میں عورت کا مرنا بھی شہادت ہے۔ پانی میں ڈوب کر مرنا بھی شہادت ہے۔ آگ میں جل کر مرنا بھی شہادت ہے۔ اور پسلی کے مرض میں مرنا بھی شہادت ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم شہید کسے سمجھتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا۔ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوا سے ہم شہید سمجھتے ہیں۔ آپ

نے فرمایا۔ پھر تو میری امت کے شہید کم ہوجائیں گے۔ جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں کسی طرح مرے وہ بھی شہید ہے۔ اور جو پیٹ کی بیماری میں مرے وہ بھی شہید ہے اور جو طاعون کی بیماری میں مرے وہ بھی شہید ہے (ایک روایت کے مطابق) جو غرق ہوکر مرے وہ بھی شہید ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الشهداء خمسة المطعون والمبطون والغريق وصاحب الهدم والشهيد فى سبيل الله (صحیح بخاری) شہداء پانچ طرح کے ہیں۔ طاعون میں مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، پانی میں ڈوب کر مرنے والا، دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا اور راہ خدا میں جام شہادت نوش کرنے والا یہ سب شہید ہیں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں جہاد وقتال کا حکم روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اہل ایمان کے لئے ان کے آداب وحدود اور اصول وضوابط کی پابندی لازم ہے۔ خواہشاتِ نفس کی اتباع سے دور رہتے ہوئے شرعی دائرے کے اندر اپنی زندگی بسر کرنے اور اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے میں ہی ہم سب کی دنیوی واخروی فلاح وسعادت اور نجات ومغفرت ہے۔

آخر میں دعاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اہل ایمان واسلام اور سارے عالم اسلام کو اپنے حفظ وامان میں رکھتے ہوئے انہیں عزت وعظمت اور سرخروئی وسربلندی سے نوازے اور معاندین ومخالفین اسلام کی سازشوں اور ان کی پیش قدمیوں کا سد باب فرمائے۔

ربنا اٰتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخرة حسنة۔
وارزقنا اتباع الشريعة الاسلامية السمحاء الغراء فى
جميع مجالات الحياة۔ اٰمين! اٰمين يا رب الغلمين۔ بجاه
حبيبك سيد المرسلين عليه الصلوٰة والتسليم۔

☆☆☆

جہاد اور مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ کی حقیقت

''جہاد نمبر'' ماہنامہ جام نور دہلی (شمارہ ربیع الاول و ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ مطابق مئی ۲۰۰۴ء) میں ''روبرو'' کے عنوان سے (صفحہ ۶۴ تا ۷۵) ہندوستان کے مختلف مکاتبِ فکر کے علماء اور نمائندوں کے تحریری خیالات شائع کئے گئے ہیں جن میں مولانا انظر شاہ کشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، مولانا وحید الدین خاں ڈائریکٹر مرکز اسلامی نئی دہلی، مولانا محمد شفیع مونس نائب امیر جماعت اسلامی ہند، مولانا عبدالوہاب خلجی ناظم اعلیٰ جمعیۃ اہل حدیث کے نام نمایاں ہیں۔ راقم سطور کو اہل سنت و جماعت کی نمائندگی دی گئی ہے۔ افادۂ عام کے لئے راقم کے جوابات مع سوالات اس کتاب کے قارئین کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں۔ (اختر مصباحی)

سوال (۱) قرآن و احادیث کی روشنی میں نظریۂ جہاد کی وضاحت فرمائیں؟

جواب (۱) قرآن و حدیث میں صراحت و وضاحت کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے، حق کا بول بالا کرنے، باطل کی سرکوبی کرنے، ظلم کے خلاف صف آرا ہونے اور انسانیت کے تحفظ کے لئے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا گیا ہے۔ اور اس میں کسی بھی طرح حصہ لینے والے مجاہدین کے لئے اجر و ثواب کا اللہ رب العزت نے وعدہ فرمایا ہے۔ یہ جہاد اسی وقت کیا جائے گا جب اس کی شرطیں پائی جائیں گی اور اس کے وہ اصول و حدود اور آداب و ضوابط جن کا نمونہ پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام مختلف جہادوں کے دوران پیش کر چکے ہیں ہر جہاد کے اندر اس عملی نمونہ کی پابندی لازمی ہے۔

سوال (۲) مختلف ملکوں میں جو تنظیمیں جہاد کے نام پر جدوجہد کر رہی ہیں ان سے جزوی یا کلی طور پر آپ کہاں تک متفق ہیں؟

جواب (۲) دنیا کے اندر سرگرم مسلم تنظیموں کے ہر اقدام کو نہ جائز ٹھہرایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کی حمایت کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح مسلم تنظیموں کے ہر اقدام کو ناجائز

ٹھہرانا اور اس کی مخالفت کرتے رہنا بھی صحیح نہیں ہے۔ اگر اسلام کے نام پر کوئی کام کیا جارہا ہے تو اسلامی نقطۂ نظر سے اس کا جائزہ لیا جائے گا اور اس کے بعد ہی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ صحیح ہے یا غلط ہے۔ اسلامی دائرہ کے اندر رہتے ہوئے مسلم تنظیموں کی جو بھی سرگرمیاں ہیں وہ جہاد کے وسیع معنی و مفہوم کے دائرہ میں شامل ہیں۔ البتہ حرب و ضرب اور قتل و خوں ریزی کے واقعات و حادثات کو آنکھ بند کر کے اصطلاحی جہاد بمعنی قتال نہیں کہا جاسکتا۔ مسلم ممالک یا مغربی ممالک کے اندر سرگرم مسلم تنظیمیں اس وقت اگر دنیا کے کسی حصہ میں اپنی مخالف طاقت کے سامنے سینہ سپر ہیں یا اس کے مفادات کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی حملہ کریں تو اسے اپنے تحفظ و دفاع یا انتقام کی پرجوش یا اشتعال انگیز کارروائی کہا جاسکتا ہے مگر اسلامی جہاد کا نام اسے نہیں دیا جاسکتا۔

سوال (۳) جہادی جدوجہد کے تحت عام شہریوں کو جو نشانہ بنایا جارہا ہے کیا یہ عمل اسلامی نظریۂ جہاد سے ہم آہنگ ہے؟

جواب (۳) غیر متعلق شہری، عام آدمی، عورتوں، بچوں، بوڑھوں، عبادت گاہوں اور عوامی اداروں کو تباہ و برباد کرنے کی اجازت اسلامی جہاد کے اندر بھی نہیں ہے تو عام جنگوں اور حملوں میں ایسی حرکتیں کس طرح گوارہ کی جاسکتی ہیں؟

سوال (۴) کیا جہاد کے نام پر اسلام خودکش حملے کی اجازت دیتا ہے؟

جواب (۴) اسلام نے خودکشی کو ہر حال میں ناجائز قرار دیا ہے۔ یہ بزدلی بھی ہے اور جہنم میں لے جانے کا سبب بھی ہے۔ اسلام یا جہاد یا کسی بھی نام یا کسی بھی طریقہ سے خودکشی کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر حقیقی جہاد ہو رہا ہو اور دشمن فوج پر کوئی مسلمان ایسا خودکش حملہ کرے جو اس وقت کہیں کہیں رائج ہے تو اس میں صرف خودکشی کا وبال ہے اور اگر عام حالات میں ایسا خودکش حملہ ہے تو یہ دوہرا جرم ہے کہ اس کے اندر خودکشی بھی ہے اور دوسروں کا خون ناحق بھی ہے۔

سوال (۵) استعماری قوت سے اپنی آزادی یا اپنی تہذیب و ثقافت کے تحفظ یا مسلم ممالک کے قدرتی وسائل کو استحصال سے بچانے کے لئے یا باطل قوتوں کی

نا انصافیوں اور ظلم وتغلب کے خلاف جو تنظیمیں جہاد کے نام پر اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی ہیں ان کے نتائج اب تک کتنے مثبت اور کتنے منفی ہوئے؟

جواب (۵) اسلام و مسلمین اور عالم اسلام کے مفاد کے خلاف استعماری قوتیں جو کچھ کر رہی ہیں جس طرح مسلم ممالک پر غلبہ وتسلط اور ان کے معدنی ذخائر وقدرتی وسائل کا استحصال کر رہی ہیں ان سب کے سازشی وسامراجی عزائم کو ناکام بنانے کی ہر جائز ومفید کوشش ومزاحمت ضرور ہونی چاہئے۔ البتہ حکمت عملی اور مصلحت وقت کے پیش نظر جہاد، جہادی اور مجاہد جیسی اصطلاحات کے استعمال میں احتیاط برتنی چاہئے اور غیر ضروری طور پر اپنے آپ کو نشانۂ تنقید بنانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

مسلم تنظیموں کو اپنی سرگرمیاں دفاع ومزاحمت کے نام سے اسلامی اصول کی پابندی اور بین الاقوامی ضابطوں کا لحاظ رکھتے ہوئے جاری رکھنی چاہئیں۔ اپنی مسلم حکومتوں کے داخلی تصادم اور دیگر ممالک کے امور ومعاملات میں مداخلت سے انہیں پرہیز کرنا چاہئے۔ ہر اقدام وحملہ کو جہاد کا نام دینے سے اسلام دشمن عناصر جہاد کا نام بدنام کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دہشت گرد وجنگجو قوم کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض مسلم ممالک کو طرح طرح کی مشکلات اور پریشانیاں اس کی وجہ سے جھیلنی پڑتی ہیں۔ قرآن اور اسلام پر بیجا حملوں کا ایک سلسلہ مخالفین کی طرف سے شروع ہو جاتا ہے یہ اس کا منفی پہلو ہے۔ اور مثبت پہلو یہ ہے کہ اس طرح کی سرگرمیوں کے نتیجہ میں بہت سارے استعماریت پسند ممالک اپنے ملکوں کی سرحدوں کے اندر سمٹ کر رہ گئے ہیں۔ ان کے لئے اب آسان نہیں رہ گیا ہے کہ پہلے کی طرح مسلم ممالک کے اندر جہاں چاہیں دندناتے پھرتے رہیں۔

ہاں! صرف امریکہ ایک ایسی سپر طاقت باقی رہ گئی ہے جس کے توسیع پسند عزائم کو لگام نہیں دی جاسکی ہے۔ لیکن یہ بھی ہر جگہ کشمکش اور ذہنی اذیت میں مبتلا ہے اور امریکی جہاں بھی قابض ومتصرف ہیں ان کے دن کا چین اور راتوں کی نیند حرام ہوتی جارہی ہے۔

سوال (۶) جن مقاصد کے حصول وتحفظ کے لئے جہادی تنظیموں نے جو طریقے

اپنائے، کیا ان مقاصد کے حصول کے لئے یہی ایک راہ ہے؟ یا دوسرے بھی اپنائے جاسکتے ہیں؟

جواب (۶) براہ راست ٹکراؤ سے بچتے ہوئے دوسرے طریقے اپنا کر اپنے مقاصد واہداف تک پہنچنا چاہئے۔ مذاکرہ وملاقات، صحافت وسفارت وسیاست وغیرہ کے بہت سے راستے کھلے ہوئے ہیں جنہیں مؤثر طور پر اپنانے کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ تنظیمیں شاید کہیں کہیں اور کبھی کبھی "تنگ آمد بجنگ آمد" کے صدیوں پرانے نسخہ پر عمل پیرا ہو جاتی ہیں جس سے وہ خود مبتلائے مصیبت ہوتی ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

اپنے مقاصد کے حصول کے لئے دنیا کی بہت ساری غیر مسلم تنظیمیں سازش اور تشدد کے بہت سارے طریقے اپناتی ہیں۔ لیکن یہ اس دور کی بدنصیبی ہے کہ اغیار ومعاندین کی تنقید اور ان کی جارحیت کا نشانہ صرف مسلم تنظیمیں بنتی رہتی ہیں۔ ان کے ہر عمل کو دہشت گردی بلکہ اسلامی دہشت گردی کا نام دیا جاتا ہے۔ اور جب ایسا ہی کوئی کام فلسطین یا بوسنیا، یا آئرلینڈ، یا سری لنکا، یا گجرات وآسام وغیرہ میں ہوتا ہے تو ان کو مذہب کے ساتھ جوڑ کر انہیں یہودی یا مسیحی یا ہندو دہشت گردی کا نام نہیں دیا جاتا ہے۔ اس طرز فکر وعمل کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

سوال (۷) حکم جہاد کے نفاذ اور اس کو عملی طور پر شروع کرنے کے لئے کسی امام، خلیفہ یا قائد کے تعین کا اسلامی طریقہ کیا ہے؟ اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟

جواب (۷) خلیفۃ المسلمین یا سلطان اسلام اپنے علماء کرام وامراء وحکام کے مشورہ سے جب اعلان جہاد کرے تو وہ نافذ العمل ہوگا۔ اسلام اور مسلمانوں کے وجود اور عزت ووقار پر جب کسی غیر مسلم طاقت کی طرف سے حملہ ہو۔ کسی مسلم ملک کے اندر کوئی بیرونی طاقت گھس آئے تو ایسے ناگزیر حالات میں بشرط قوت وتیاری اپنے خلیفہ یا منتخب امیر وقائد کی امارت وقیادت میں جہاد کیا جائے گا اور یہ عمل اس دور اور اس ملک کے ارباب حل وعقد کی صواب دید اور ان کے فیصلہ پر منحصر ہے۔

سوال (۸) جہاد کو غلط طور پر پیش کر کے مسلمانوں کے خلاف عالمی پیمانے پر جو سازشیں رچی جارہی ہیں اور ان پر ہر طرح کے ظلم اور ناانصافی کو روا رکھا جارہا ہے اس کا دفاع کس طرح ممکن ہے؟

جواب (۸) اسلام دشمن طاقتوں کی قدیم عادت و روایت ہے کہ وہ صرف جہاد نہیں بلکہ اسلام اور عالم اسلام کو نہایت بے شرمی وڈھٹائی کے ساتھ طعن و تشنیع کا نشانہ بناتی رہتی ہیں، جہاد کی غلط تعبیر و تشریح بھی اس کی ایک کڑی ہے۔ مگر اس کے ساتھ حالیہ دور میں ایک اضافہ یہ ہوا ہے کہ جب جس مسلم تنظیم کو یہ شرپسند طاقتیں چاہتی ہیں اسے جہادی کہہ کر اس کے ارکان وافراد کو مشق ستم بنانے لگتی ہیں۔ ایسی صورت میں دفاع کا کوئی نیا طریقہ نہیں بلکہ وہی پرانا طریقہ اپنانا ہوگا کہ اپنے آپ کو مذہبی، علمی، فکری، تجارتی، صحافتی، سیاسی، اخلاقی، عسکری ہر لحاظ سے اتنا مضبوط کرلیا جائے کہ کوئی مخالف طاقت آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس کے علاوہ جو بھی رائج الوقت جائز و مناسب ومفید تدبیریں ہوں ان پر عمل کیا جانا چاہئے۔

سوال (۹) مستشرقین اور یورپ کے منصوبہ سازوں نے اسلام کے پاکیزہ نظریۂ جہاد کے خلاف امت مسلمہ کے دانشوروں اور نئی نسلوں کو ذہنی طور پر جو متاثر کیا ہے اس کی صفائی کس طرح ہوسکتی ہے؟

جواب (۹) مستشرقین ومحققین ومفکرین ومؤرخینِ یورپ وامریکہ جس طرح نظریۂ جہاد کا تعاقب اور اس کے بارے میں شوشے گوشے پیدا کر کے دنیا کو اور بعض مسلم روشن خیالوں یا جدید تعلیم یافتہ مسلم نسل کو جہاد سے بدگمان کرنا چاہتے ہیں وہ کوئی نئی بات نہیں البتہ اس کے اندر تیزی ضرور پیدا ہوگئی ہے۔ اس کے مناسب جواب اور متاثر افراد کے دل ودماغ کی تطہیر کا نہایت مناسب طریقہ یہ ہے کہ جہاد کی اصل حقیقت سے انہیں آگاہ کیا جائے۔ اس کے لئے کتب ورسائل اور میڈیا کا استعمال کیا جائے۔ اور افہام وتفہیم کا راستہ اختیار کیا جائے۔

اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے مغربی میڈیا اور مغربی طاقتوں کی ایک مخصوص ذہنیت ہے۔ اور بین الاقوامی سطح پر شائع ہونے والی خبروں پر ان کا ہی کنٹرول ہوتا ہے۔

جب جس مسلم ملک، مسلم حکمراں اور مسلم تنظیم کو چاہیں اسے نشانہ بنا کر دنیا بھر میں بدنام کردیں۔ ایسا روزمرہ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے۔ جہاد، جہادی اور مسلمان کے بارے میں اپنے مطلب ومفاد کے مطابق ان کی پالیسی بنتی بگڑتی رہتی ہے۔ بیس بائیس سال سے افغانستان وعراق میں جو کچھ ہورہا ہے اور کون کس وقت ان کا محبوب اور کس وقت ان کی بارگاہ کا مردود بن جاتا ہے اس کا حال کسے نہیں معلوم ہے؟

اسرائیل کی دہشت گردی سے سب نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ مقبوضہ عرب علاقے خالی کرنے کرانے کا کوئی نام بھی نہیں لیتا ہے۔ صبرا وشتیلا کیمپوں میں ہزاروں فلسطینیوں کا قتل عام کوئی دہشت گردی نہیں؟ فلسطینیوں کے منتخب لیڈر یاسر عرفات کی معزولی وتبدیلی کا اسرائیلی وامریکی مطالبہ اور ان کے ہیڈ کوارٹر کا محاصرہ کوئی دہشت گردی نہیں ہے؟ ابھی اسی مارچ ۲۰۰۴ء میں شیخ احمد یٰسین کو اسرائیلی حکومت نے خاک وخون میں تڑپایا ہے یہ بھی کوئی دہشت گردی نہیں جس کے خلاف اقوام متحدہ میں مذمتی قرارداد ویٹو کرنے کی امریکہ مسلسل دھمکی دے رہا ہے؟ اور خود اقوام متحدہ کے اصول اور اس کی قراردادوں کو روندتے ہوئے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادینے کے لئے اس پر بلا جواز حملہ وبمباری کی امریکی حرکت بھی کوئی دہشت گردی نہیں ہے؟ ان سب کی نظر میں دہشت گردی بس وہی کام ہے جس کے ساتھ کوئی مسلم نام وابستہ ہو۔ کیا یہ اس دور کی ایک نہایت تلخ حقیقت اور بے لگام دہشت گردی نہیں ہے؟

سوال (۱۰) اگر کسی جگہ اپنی شرائط کے پیش نظر جہاد صحیح ہو تو اس کے نفاذ کی ذمہ داری عوام پر عائد ہوتی ہے یا اسلامی مملکتوں کے سربراہوں پر؟ اگر جہاد کے نام پر شروع کی گئیں سرگرمیاں صحیح نہ ہوں تو مملکتوں کے سربراہوں پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

جواب (۱۰) جہاد کے حکم ونفاذ کی بنیادی ذمہ داری اولو الامر کی ہے جس میں علماء وامراء دونوں شامل ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے عوام کو اپنے طور پر اس طرح کا فیصلہ لینے کا اختیار نہیں۔ جس ملک کے کچھ شہری بطور خود جہاد بمعنی قتال کی حرکت کریں، اور اپنے ملک یا اس سے باہر کے امن وامان کے لئے خطرہ بن جائیں تو علماء وحکام اور سربراہان مسلم حکومت سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ ایسے سرپھرے لوگوں کو راہ راست

پر لانے کی مناسب وحکیمانہ تدبیریں کریں۔ اور اگر وہ اپنی تباہ کن حرکتوں سے باز نہ آئیں، بے قصور وغیر متعلق عوام کو اپنے تشدد کا نشانہ بنانے کی کارروائی جاری رکھیں تو پھر ان کے خلاف تعزیراتی قدم اٹھا کر انہیں قابو میں لایا جائے۔

سوال (۱۱) سماجی سطح پر ہندوستان میں مدارس اسلامیہ کا فکری رجحان کیا رہا ہے؟

جواب (۱۱) ہندوستانی مدارس اسلامیہ صدیوں سے اپنے دینی وعلمی کاموں میں مصروف ہیں۔ ان کا اصل مشغلہ درس وتدریس، وعظ ونصیحت اور تبلیغ وہدایت ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے چھوٹے بڑے مدارس ہزاروں کی تعداد میں ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں جو عام مسلمانوں کے مالی تعاون وامداد سے اپنے مصارف واخراجات پورے کرتے ہیں۔ اپنے وطن اور ملک کے تعلق سے ان کا فکری رجحان وہی ہے جو ایک عام ہندوستانی مسلمان کا ہے کہ اپنے ملکی مفاد کا تحفظ کرو، اس کی تعمیر وترقی میں حصہ لو، دل سے اسے چاہو اور پیار کرو، اور ملکی وحدت وسالمیت کے خلاف کبھی کوئی قدم نہ اٹھاؤ۔ یہی وجہ ہے کہ سماجی ہم آہنگی کے لئے یہ مدارس پرامن بقاء باہم کے اصول پر عمل پیرا ہیں۔ اور یہ مدارس نہ سماج کے لئے اور نہ ہی ملک کے لئے کبھی کوئی پریشان کن مسئلہ بنے، بلکہ سماجی وملکی مسائل کی گتھیاں سلجھانے میں ان مدارس نے ہمیشہ نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

سوال (۱۲) اب تک ہندوستان کے مدارس میں دہشت گردی کی فکری یا عملی تعلیمات کا کوئی ثبوت نہ ملنے کے باوجود ملکی سطح پر کچھ حلقوں کی طرف سے مدارس اسلامیہ پر مسلسل دہشت گردی کے فروغ کے الزامات عائد کئے جارہے ہیں۔ آخر اس کے اسباب وعوامل کیا ہوسکتے ہیں؟ اور اس ڈھٹائی کے پیچھے ان کے کیا مقاصد پنہاں ہیں؟

جواب (۱۲) ہندوستانی مدارس کے خلاف سنگھ پریوار (آر ایس ایس، وشو ہندو پریشد، بھاجپا وغیرہ) کے شور وغوغا اور انہیں دہشت گردی کا اڈہ کہنے کا ایک سیاسی اور ظاہری سبب تو یہ ہے کہ جب افغانستان میں امریکہ مخالف طالبان حکومت قائم ہوئی تو امریکی مشنری جس نے روس کے خلاف نبرد آزما مجاہدین کی بے پناہ مالی وعسکری مدد کی تھی

اس نے زوال روس کے بعد اپنا مقصد پورا ہوتا ہوا دیکھ کر افغانستان سے بے رخی برتنی شروع کردی تھی وہ فوراً متحرک ہوئی اور مدارس کو طالبان کا سرچشمہ قرار دینا شروع کردیا کہ یہ سارے طالبانی پاکستانی مدارس کی پیداوار ہیں۔ اسی الزام کو ہندوستان میں سنگھ پریوار نے دہرانا شروع کیا۔

یہ بات اگر کسی حد تک صحیح بھی ہو تو افغانستان اور پاکستان جو مسلم ممالک ہیں ان کے حالات ومعاملات الگ ہیں۔ وہاں ایسا کرنے کے کچھ امکانات اور اسباب بھی ہیں جو ہندوستان میں قطعاً نہیں ہیں۔ اپنا ہندوستان جو ایک جمہوری اور ہندو اکثریتی ملک ہے اس کے سیاسی حالات ان دونوں ممالک سے مختلف ہیں اور اس طرح کی سرگرمیوں کی یہاں گنجائش بھی نہیں ہے۔ ہاں! کشمیر جو ایک مسلم اکثریتی صوبہ اور ساتھ ہی سرحد سے متصل علاقہ ہے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

باقی ہندوستان میں اب تک کوئی چھوٹا سا بھی ایسا واقعہ سامنے نہیں آیا کہ کسی بھی مدرسہ کی مینجنگ باڈی یا ٹیچرس اسٹاف یا اسٹوڈنٹس یونین کسی ملک دشمن سرگرمی میں ملوث پائی گئی ہو۔ اس لئے ان کے خلاف شکوک وشبہات کا اظہار اور ان کی وفاداریٔ وطن پر سوالیہ نشان لگانا خود اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی شرانگیز وفتنہ خیز ذہنیت کارفرما ہے۔

یہ مدارس نہ دہشت گردی کی تعلیم دیتے ہیں نہ ہی یہ دہشت گردی کے اڈے ہیں۔ البتہ ایسا الزام لگانے والی مسلم دشمن تنظیمیں ضرور دہشت گردی کا ارتکاب کرتی رہتی ہیں جس کے اسباب وعوامل یہ ہیں۔

یہ مدارس مسلم معاشرہ کے لئے پاور ہاؤس کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے ان پر شب خون مارو۔ یہ مدارس مسلم بچوں کو اسلامی تعلیم سے آراستہ کرکے انہیں سچا پکا مسلمان بناتے ہیں اس لئے ان پر ناروا حملے کرتے رہو۔ یہ مدارس سارے مسلمانوں کی تہذیبی وملی شناخت کا اہم مرکز ہیں اس لئے ان کی بنیاد پر ضرب لگاؤ۔ اردو زبان انہیں مدارس کی بدولت کافی حد تک مستحکم ہے اور روز بروز فروغ پاتی جارہی ہے اس لئے اس مرکز کو تاخت وتاراج کرڈالو۔ وغیرہ وغیرہ۔

سوال (۱۴) مدارس اسلامیہ کو اپنے وقار کے تحفظ اور ان سازشوں کے نتائج سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب (۱۴) مدارس اسلامیہ کو اپنے نصاب تعلیم وتربیت کو مزید جامع ومؤثر بنا کر اپنی کارکردگی بہتر سے بہتر بنانی چاہئے، علم واخلاق کا بلند نمونہ پیش کرنا چاہئے۔ کسی مشکوک ومشتبہ شخص کو اپنے قریب نہیں آنے دینا چاہئے۔ اپنا حساب وکتاب ہمیشہ درست رکھنا چاہئے۔ عام مسلمانوں کے درمیان اصلاح کردار وعمل کی کوشش تیز تر کردینی چاہئے۔ اپنے طلبہ کو محنت وریاضت، نظم وضبط اور نفاست ونظافت کا عادی بنانا چاہئے۔ ان کے اندر ذوق مطالعہ، بلندئ نگاہ اور فکر مستقبل کی صلاحیت پیدا کرنی چاہئے۔ اور قوم وملت ومعاشرہ وملک کے حق میں اپنے آپ کو بہتر اور پرکشش شکل میں پیش کرنے کا ان کے اندر جذبہ پیدا کرنا چاہئے۔

ان جوابات کی روشنی میں اسلام کے نظریۂ جہاد کے ساتھ اس کے کئی متعلقات کی بھی تصویر صاف ہو جاتی ہے۔ جہاد کو دہشت گردی اور ٹیررزم کہنا خود ایک بہت بڑی دہشت گردی ہے۔ اسرائیل پوری سنگ دلی کے ساتھ فلسطینیوں کا جس طرح قتل عام کرتا ہے اور امریکہ نے مسلم ممالک کے گرد جس طرح کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اور بلا ثبوت وجواز کے فوجی عسکری اقدامات کرتا رہتا ہے یہ دور حاضر کی بین الاقوامی تباہ کن دہشت گردی ہے۔ اور دنیا کے انصاف پسند ممالک کو اس دہشت گردی کا کھل کر مقابلہ کرنا چاہئے۔ اور انہیں لگام دینے کے لئے ہر ضروری ومفید اور جائز ومسلسل جدوجہد کا آغاز کردینا ہی اقوام عالم کے مفادات کا تقاضہ ہے جس سے غفلت برتنا پوری دنیا کے لئے عظیم خسارہ وبحران کا باعث ہوگا۔

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ چھ سال سے دارالافتا بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیت اشاعتِ اہلسنت کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو 9:30 تا 10:30 ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس میں ہر ماہ کی پہلی اور تیسری پیر کو درس قرآن ہوتا ہے جس میں حضرت علامہ مولانا عرفان ضیائی صاحب درس قرآن دیتے ہیں اور اس کے علاوہ باقی دو پیر مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء اہلسنت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔